

رسالہ

۱۹۱۵ء

حیاتِ اردو

اردو ادب (نظم و نثر) کا ماہوار مرقع

مرتب
مزا اسحق بیگ

مفتاحہ اشاعت

دفتر انجمن حیات اردو واقع پرنس روڈ ممبئی آباد

قیمت سالانہ ۱۰ روپے

چارلے

(۴۴)

فی پریچہ

پیشہ نگار: ڈاکٹر سید محمد آغا، جھانسی، شاہجہاں پور

امرت و ملاکی اچھوٹی شیخی میں شفا خانہ بند ہے

کیونکہ ایسا دوائی تقریباً ان کل امراض کا گھروں میں بوڑھوں بچوں یا جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں جس کی علامت
کے قطر میں شفا بھری ہو لکھو کھا انسان جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے اس کی تعریف میں ایک زبان ہیں۔
تقریباً ۳۳ ہزار نے

تو لکھ کر بھی اپنے ولی شکر یہ کا اظہار کر دیا ہے۔ ان لوگوں کی رائے یہ کہ کہہ دینی جیب امت دہارا سی خانی نہیں سہنا چاہی۔ اس کے چہرے ہوئے نہ ہر مرد واسطی مختلف ادویات کی ضرورت نہ اندرونی بیرونی کی ادویات کو علاحدہ علاحدہ خریدنے کی ضرورت سمجھتے ہیں یہ اسلی دوائی تمام کام کالیف سے تیار ہوا سی واسطے تو ہزار مہینیاں سامہ آ رہا ہے جب جاتی ہیں اور امت دہارا ڈاکٹرانہ خاص امت دہارے ہوں ہیں (جو کہ ۲ لاکھ روپیہ کی لاگت سے ہی تیار کئے باہر بھیجے کی خاطر محکمہ ڈاکٹرانہ نے کھولا ہے۔ کیسٹی نے ساتھ واکو کی سرک کا نام بھی امت دہارا کی دیا اور کئی سو نے چاندی کے تو اس کا رخا نہ کوئل جیسے ہیں۔ انہی باتوں سے بھوٹے اشتہار بازار میں نے تعلیم بھی شروع کر دی ہیں ہمیشہ دہلاؤ کسی جو اور اصل خریدو۔

مستبری در حق هم بوده

حیات اردو

جلد ۳ | بابت ماہ مارچ و اپریل | ۱۹۱۸ء | نمبر ۳ و ۴

فہرست مضامین رسالہ حیات اردو مراد آباد بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۸ء

مراد آباد میں حضور نظام دکن	صفحہ ۱	حصہ نظم	صفحہ ۵
کو مبارکباد دینے کا جلسہ	از ادیبہ	۲	ہزاروں اور لکھنے لیکن ہی رونق ہے محفل کی
سید محمد علی حسنا کو بار لائبریری			۲۲
کیٹر فیس رخصتی پارٹی	"	۳	مشاعرہ الہ آباد
لکھنے کا یادگار مشاعرہ	نشاط صاحب	۴	۳۰
آئینہ سب سندرگی و فاقہ			۲۷
مسلم دارالمطالعہ میں تعزیتی ادب	۵		۷۱
ساہو بنواری لال صاحب نیول کشر	۶		۷۴
مسلم دارالمطالعہ اور ڈسٹرکٹ			
بوز ڈ مراد آباد	۷		
شاندار مشاعرہ	۸		
معذرت	۹		
انتقال ہرملا	۱۰		
اشتیارات	۱۱		
آئینہ ماہ کے لئے مصرع طرح			
ہر کمان میں راہ چلنے میں زیادہ تیرے			

ملنے پر مبارکیا دی جلسہ

۱۰ فروری ۱۹۱۵ء کو باشندگان مراد آباد کا ایک عام جلسہ موتی باغ مراد آباد میں منعقد
 مسٹر معظم علی بیرسٹریٹ لاء مراد آباد منعقد ہوا جس میں بہ تحریک نیاز مند ایڈیٹر رسالہ
 حیات اردو حسب ذیل مطلب کا رزلویشن بالاتفاق پاس ہوا۔
 " باشندگان مراد آباد کا یہ عام جلسہ گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے
 فرمانروائے حیدر آباد دکن کو نہ اگراٹھڈ ہائینس کا خطاب مرحمت فرمایا اور درخواست
 کرتا ہے کہ وہ براہ مہربانی کسی موزون وقت پر حضور نظام دکن کو نہر مجبئی کے خطاب
 سے معذور فرمایا جائے۔ اور یہ کہ یہ جلسہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی حضور میں تہ دل سے
 مبارکیا پیش کرتا ہے۔

محرم مرزا اسحق بیگ ایڈیٹر رسالہ حیات اردو مراد آباد
 موبید مسٹر چیمپی نراین کہنہ

اس رزلویشن کو بذریعہ تاریخ پرائیویٹ سکرٹری حضور نظام کی خدمت میں
 ارسال کر دیا گیا۔

ناظرین حیات اردو کی تقصیر طبع کے لیے حضور نظام کا تازہ کلام ذیل میں
 درج کرینگی عزت حاصل کیجاتی ہے۔

بقائے عصمت و عفت کا اک اسرار ہی پردہ

(تازہ قلماء حضرت شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی)

حقیقت میں اٹھا سکتی نہیں طاقت لی اسکو
جو نادانی سے کہتے ہیں کہ پردہ ہو نہیں سکتا
جو خورجے حجابی کے ہیں کچھ حاجت نہیں انکو
بسر کرتے ہیں اپنی زندگی جو رہ کے پردہ میں
نہ ہوں یا جو ج ما جو ج اسکے درپے کہدو عثمان

بقائے عصمت عفت کا اک اسرار ہے پردہ
جیا کہتی ہے یہ دل سے کہ کیا دشوار ہے پردہ
ہر اک پردہ نشین کے واسطے درکار ہے پردہ
جو بیچ پوچھو لوں کامونس و غنوار ہے پردہ
نہ چاہا جائے گادہ آہنی دیوار ہے پردہ

سید محمد علی صاحب شن جج کی رخصتی پارٹی بار لاٹبریری کیط فسر

یوں تو سید محمد علی صاحب شن جج کی رخصتی پارٹیاں مراد آباد میں مختلف اصحاب
کیط فٹ سے خوب ہوتی رہیں لیکن جو پارٹی بار لاٹبریری کیط فٹ سے سید صاحب
کو دیکھی (گو اس میں ہم اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے شرکت کی عزت حاصل نہ کر سکے)
بہت کچھ شاندار ہوئی۔ اس پارٹی میں ہمارے نہایت ہی محترم مخدوم جناب
بالو لعل صاحب غالب وکیل مراد آباد نے ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا تھا جسے
ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اسکو دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

زالطاف تو پیدا دست جو د حاتم طائی
بہر کار تو تالیف قلوب است علت نالی
کرم ہائے تو مارا کرد دل دادہ و شیدائی
مہر راعشہ رغوی ہائے گوناگوں لمبائی

بہ اخلاق تو پہاں راز اعجاز میجائی
بہ ہر لفظ تو تسخیر خلائق از شر خانی
بہ گلزیری دیار فانی نخل نوازشہا
بہ زبان ہم اذکار معصومہ کلہ ہر دازم

بہ جاں سوزی خدا ترسی و دینداری و حقکاری
 بہ اجلاس تو از رعب جلالت سرنگوں ماند
 ز نشان ارفقت تکلیس اجلاس پناں ماند
 اگر نوشیروان وقت گویندت روا باشد
 ندانم اریچہ باعث ترک سرویں نوشتہ دارم
 بہ موئے اسود و قد سہمی و چشم صہبائی
 مہ نوکشتی مے آورد زہرہ شود رقصاں
 ترا عزت نہ از سر و سبدے کہ خوبہ ذاتی
 ز رخ خود پرستی دور با اخلاق مہر آگین
 شکستہ خاطر اغیار از در و فراق تو
 کہم ختم ستایش برد عا و مختصر سازم
 رفیق دوستانت دولت اقبال و جم جانی

بہ صدق دل ہمی کوشی بہ راہ عدل پیائی
 سیر سرکش شوریدہ سر معزور نکیتائی
 کہ کیواں مے کند بر چرخ ہفتم جلوہ فرمائی
 عدالت بر تو نازد تو بر اے عدل زیبائی
 کہ زیب گرترا گویم گل گلزار رعنائی
 بہ باغ حسن رشک سنبل و شمشاد و شہنائی
 بہ بزم شب نشینان چوں بساط عشرت آرائی
 سریر آرائے بزم عظمت و اجال آباپی
 نشاط خاطر احباب و قدر خویش افزائی
 چاں ماند دل احباب را صبر و شکیبائی
 کہ افضال تو بالا تر ز روح عقل و دانائی
 نصیب دشمنانت بکسی دے سر دپائی

کلکتہ کا یادگار مشاعرہ

۲۳ مارچ گذشتہ کو بہ تقریب نور و نواب نصیر المملک مرزا شجاعت علی خاں
 بہادر قونصل دولت علیہ ایران کے دولت کردہ پر جناب محترم المیہ کے خواہش
 مانوس الدولہ بہادر کی طرف سے ایک بزم مشاعرہ منعقد ہوئی جس میں کلکتہ
 کے نامور شاعرانہ کلام

قصیدوں پر پچاس اور تیس روپیہ کے دو مختلف انعام ہی مقرر کئے گئے تھے
 چنانچہ بیرونجات سے بھی اکثر قصاید آئے تھے جو تنگی وقت کی وجہ سے سب
 نہ پڑے جاسکے۔ شعر خوانی شروع ہونے سے پہلے نواب نصیر المملک بہادر
 صدر جلسہ نے نوروز کے متعلق ایک مختصر تقریر فرمائی اور چند اشعار وقت کی
 مناسبت سے ارشاد فرمائے۔ پھر قصیدہ خوانی شروع ہوئی جس کا سلسلہ
 شب کے گیارہ بجے تک رہا جتنے قصاید پڑھے گئے اوں میں مرزا ثاقب صاحب
 آغا شاعر صاحب۔ حکیم رعب صاحب۔ اور مولانا وحشت صاحب کے قصاید
 خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مقاصد کے بعد شاعر شروع ہوا۔ خوب خوب
 غزلیں ہوئیں۔ آغا شاعر صاحب کی غزل نے نہایت رنگ دیا۔ اوں سے اور
 مرزا ثاقب صاحب سے فرمایش کر کے غیر طرح غزلیں ہی اخیر میں پڑھوائی گئیں
 شب کے تین بجے یہ پُر لطف صحبت ختم ہوئی۔ اگرچہ کلکتہ میں مشاعرے اکثر
 ہوتے رہتے ہیں مگر یہ مشاعرہ اپنی نظیر آپ تھا۔

حیدر حسن نشاط

رسالہ حیات اردو کی آیندہ اشاعت میں یہ تمام غزلیات اور قصاید
 درج کئے جائیں گے
 ادیشہ

آنریبل ڈاکٹر مسند بعل حسنا انجہانی کی وفات پر مسلم دارالمطالعو مراد آباد میں

توغیر مجلس

بوقت شام بصدارت انریسل پنڈت رادھا لشن داس صاحب وکیل مراد آباد
منفقہ ہوا جس میں حسب ذیل رزولوشن پاس ہوئے۔

(۱) باشندگان مراد آباد انریسل سرسندر لعل صاحب کی وقار و جہت
آیات پر اپنا عمیق رنج و الم ظاہر کرتے ہوئے آنجہانی کی وفات کو ملک کے
لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔

محرم جناب مولوی محمد عبدالسلام صاحب رئیس میونسپل کمشنر
موید بابو شانتی پرشاد صاحب وکیل

(۲) باشندگان مراد آباد آنجہانی کی غلین بیوہ لیڈی سرسندر لعل
اور اون کے بھائیوں پنڈت بلدیو رام و پنڈت کنہیا لعل صاحبان سے
اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

محرم سرسندر معظم علی بیسٹر
موید سرسندر کشمی نرائن وکیل۔

سکرٹری سلم دارالمطالعہ نے صدر صاحب اور حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا
شکریہ کیا اور جلسہ برخواست ہوا۔

ساہو نواری لعل صاحب میونسپل کمشنر

ہمارے مخصوص احباب یہ سن کر خوش ہو گئے کہ ہمارے کرمفراہ جناب ساہو نواری لعل

کبھی اپنا دوسرا مکان تعمیر فرمائیں گے تو بغیر میٹائی کے مطالبہ کے چھبہ نکالنے کی اجازت
 مجائے گی۔ ہم اپنے کرمفرما کو اس حصولِ ممبری پر مبارکباد کہتے ہوئے ایک
 قطعہ پیش کرتے ہیں۔

صدف کو ملاگو ہر بے بسا :	یہ چرچے زمانے میں گہر گہر ہوئے
مبارک کہ اب سا ہو بنوارِ ملعل	میونسپل کمیٹی کے ممبر ہوئے

مسلم دارالمطالعہ اور ڈسٹرکٹ بورڈ مراد آباد

مہی خواہاں مسلم دارالمطالعہ مراد آباد ہوئے ہوئے کہ گزشتہ مہینوں میں سکرٹری
 مسلم دارالمطالعہ نے دیہ دیکھتے ہوئے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ مراد آباد برٹش انڈین ایسوسی ایشن
 کی ایشن مراد آباد کو ایک معقول امداد دیتا ہے (ڈسٹرکٹ بورڈ سے درخواست
 کی تھی کہ مسلم دارالمطالعہ مراد آباد کو برٹش انڈین ایسوسی ایشن مراد آباد کے
 مقاصد کے مطابق ہی اپنے مقاصد رکھتا ہے امداد دیجائے۔ درخواست ہذا پر
 پانچ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ (دو ہندو اور تین مسلمان اور جس میں دو وائس چیرمین
 ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں) نے سفارش کی تھی۔ نیران ممبران کے علاوہ ایک آنریبل
 دو خان بہادر ایک رائے بہادر اور کئی آنریری مجسٹریٹ صاحبان نے سفارش
 فرمائی تھی۔

مزید برآں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ سکرٹری صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ جو ایک بہترین

لی خانہ پرسی کرنا بانی ہے درخواست پیش ہو کر موجودہ ماہانہ امداد منظور ہو ہی جائیگی۔
لیکن یہی خواہاں مسلم دارالمطالعہ یہ معلوم کر کے متعجب ہو گئے کہ سکرٹری مسلم
دارالمطالعہ کو بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۱۸ء ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر سے تحریری اطلاع
موصول ہوئی کہ اوسکی درخواست دربارہ عطاء امداد مسلم دارالمطالعہ بورڈ نے اپنے
اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۸ء میں نامنتور کر دی۔

ہم تلاشی تھے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے مسلم دارالمطالعہ صیے مخصوص علی انشٹیشن
کو امداد دینے سے کن مناسب وجوہ کی بنا پر انکار کیا ہے۔ ہم شکور ہیں اپنے
مقامی ہمسفر اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے آرگن "ڈسٹرکٹ گزٹ" کے جس نے اپنی
۵ اپریل ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۸ء
کی روئداد شائع کر کے سکرٹری مسلم دارالمطالعہ کی درخواست کی وجہ نامنتوری
اس طرح ظاہر کی ہے۔ "درخواست سکرٹری مسلم دارالمطالعہ
بدیں استدعا کہ ریڈنگ روم موسومہ دارالمطالعہ جو متصل جامع مسجد مراد آباد واسطے
فائدہ عام کے واقع ہے اوسکے اخراجات و ترقی کے لئے کچھ امداد منظور فرمائی جاوے
چونکہ ریڈنگ روم مذکور اندر حدود چنگی واقع ہے اسلئے یہ امداد ڈسٹرکٹ فنڈ سے
دیا جانا مناسب نہیں ہے۔

پیش ہو کر تجویز ہوئی کہ یہ امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے دی جانی مناسب نہیں
معلوم ہوتی۔

برٹش انڈین ایسوسی ایشن خوش قسمتی سے حدود چنگی سے صرف چند

مناسب معلوم ہوتا ہے

افسوس بانیان مسلم دارالمطالعہ سے چوک ہو گئی کہ انہوں نے مسلم دارالمطالعہ
کو شہر میں بالخصوص جامع مسجد کے متصل لب دریا قایم کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں
کے لئے کیوں دلچسپ کر دیا۔ بہتر تھا کہ وہ اسے ہر تلہ یا مینا ہیرین حدود یونیورسٹی
سے باہر قایم کرتے تاکہ ڈسٹرکٹ بورڈ چند روپیوں سے اس کی مدد تو کر دیتا۔
سمجھدار علم دوست طبقہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے اس عجیب فیصلہ پر ڈسٹرکٹ بورڈ
کو کسی طرح مبارکباد نہیں کہہ سکتا۔

لیکن یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جو درحقیقت قابل غور ہے۔
ایک علمی انسٹیوشن کی امداد کے لئے درخواست کیجاتی ہے جس پر چند
ممبران بالخصوص ایک ہندو ایک مسلمان وائس چیرمین کی سفارش ہوتی
ہے ایک انریبل کئی خان بہادر راے بہادر اسکی تائید کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح
سکرٹری صاحب بھی درخواست کی منظوری کے موید ہوتے ہیں سب ہی کچھ ہوتا
ہے مگر جب وہ درخواست ایک سرکاری چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کے سامنے جاتی
ہے۔ ممبران بورڈ کے لبوں پر مہر سکوت لگ جاتی ہے آزاد خیال وائس چیرمین
خاموش ہو جاتا ہے اور مال کاریہ ہوتا ہے کہ درخواست ایک مہل سبب کیوجہ
سے نامنظور ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟

شاندار مشاعرہ

میر مجلس عالی جناب سید جواد حسین صاحب منصف مراد آباد فرمائے والے تھے
مگر افسوس ہے کہ ایک مخصوص وجہ سے تشریف نہ لاسکے لیکن ہمیں مسرت
ہے کہ اس نازک موقع پر جبکہ منتخب شدہ میر مجلس صاحب تشریف نہ لاسکے
تھے جناب بابو لعل صاحب غالب دکیل مراد آباد نے کارکنان انجمن کی دستگیری
فرما کر مشاعرہ کی میر مجلس قبول فرمائی۔

مشاعرہ میں بیرونی شائقین اور شعراء بالخصوص عالیجناب منشی داد علی صاحب
ابر لکنہوی اور مولانا احمد علی صاحب شوق قدوائی نے تشریف لاکر کارکنان انجمن
کو یہ عرض کرتے ہوئے موقع مرحمت فرمایا۔

ز قہر و قہر سلطان نہ گشت چہیزے کم

کلاہ گوشہ دہقان بہ آفتاب رسید

مجلس مشاعرہ ہر طرح بارونق تھی لیکن شائقین کی آنکھیں شمس العلماء

خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب نجمہ جعفری چیف مولوی بورڈ آف انڈیا منرس مملکت

کو تلاش کر رہی تھیں جو افسوس ہے کہ اپنی مخصوص مصروفیتوں کی وجہ سے رونق

افزودہ مراد آباد ہوسکے تھے جس کا افسوس عام حاضرین کو رہا۔

مجلس مشاعرہ میں خوب خوب کلام حسب ذیل طرح

”ہماری چاہ کا آسن کو بت کو اختیار نہیں“

پرستائے گئے۔ حضرت ابراہیم صاحب شوق نے کلام غیر طرح بھی سنایا

جس سے تمام حاضرین بہت کچھ محفوظ ہوئے۔ یہ تمام کلام آئندہ پرچہ میں

مجھے جو صدر نشینی کی آبرو بخشی
غلام ہوں مجھے نصیب میں تو عار نہیں
دلیک ہے یہ گرانمایگی اہل سخن
یہ مری قدر نہیں یہ مرا وقار نہیں

خدا نگ ناز سے وہ قتل عام کرتے ہیں
اونہیں ضرورت شمشیر آبدار نہیں

معذرت

کئی ماہ سے معذرت کرتے کرتے ہم خود تھک گئے لیکن رسالہ کی اشاعت
میں گڑبڑ پیدا کرنے والے اسباب ناخواندہ مہمان آتے آتے نہ کھٹکے۔ یہ حال
اب تک جو ہونا تھا وہ ہولیا اس پرچہ کو ماہ مارچ اور اپریل ۱۹۱۵ء دونوں کا سمجھ لیں
آئندہ ماہ مئی کا پرچہ اسکے بعد حاضر ہوگا اور انشاء اللہ وقت معینہ پر حاضر ہوتا رہیگا

انتقال پر طال

افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب مولوی مرزا طاہر بیگ صاحب
طاہر مراد آبادی کی زوجہ محترمہ کا بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۱۵ء انتقال ہو گیا۔ ہمیں
اس حادثہ جاں ناکاہ میں جناب مولوی صاحب ممدوح سے دلی ہمدردی ہے

مجادلہ حسنہ - اس نام سے ۲۴ صفحہ کی کتاب ناظم انجمن تائید الاسلام

مراد آباد اور انجمن اشاعت الاسلام امر وہہ نے شایع کی ہے۔ اس مختصر کتاب میں امر وہہ کے اس مناظرہ کی کیفیت درج ہے جو جناب مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مدرس اول مدرسہ امدادیہ مراد آباد اور بابو رام چندر صاحب دہلوی کے درمیان بمقام امر وہہ ہوا تھا۔ کتاب قابل دید ہے۔ مضامین کی خوبی لکھائی چھپائی یہی عمدہ ہے انجمن تائید الاسلام مراد آباد یا جناب حاجی ریاض الدین احمد صاحب ناظم انجمن اشاعت الاسلام امر وہہ سے ۲۰ روپے کے ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیے۔

گلزار عروض نام کا ایک ماہوار رسالہ چھاوئی بنگلور سے زیر ترتیب

جناب ایم۔ اے۔ آرا جمل مالک ہاشم رسالہ شایع ہوتا ہے رسالہ میں عمدہ عمدہ کلام چھاپا جاتا ہے۔ لکھائی چھپائی بہتر ہے۔ اس قسم کی تمام رسائل اردو کی ترقی کیلئے شایع کئے جاتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ خود ان کے مرتبین اپنے ناموں کے ساتھ ہی انگریزی حروف استعمال کرتے ہیں جو درحقیقت زبان اردو میں ایک بجا ٹھونس ٹھانس ہے رسالہ قابل دید ہے ۲۵ روپے کی داری روڈ کراچی چھاوئی بنگلور

طلب فرمائے قیمت سالانہ ۹ روپے

گلشن لاہور - اس رسالہ پریم ریویو کر چکے ہیں۔ اب کی مرتبہ ہمارے نمبر نیا نشان کے ساتھ شایع ہوا ہے مضامین لطیفین غزلیات۔ ناول لطیفہ وغیرہ کا بہت عمدہ اضافہ کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے اپنی تصویر بھی لگائی ہے۔ رسالہ عمدہ ہے۔

ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی فرق ہو محفل کی

جناب منشی ظہور الحسن صاحب اظہر شاگرد رشید جناب بر باد و مراد آبادی

مچھ بھی کھینچ کر لیجائے یارب آرزو دل کی چلے جاتے ہیں اب سمتِ مدینہ قافلہ ساری یہ مانا سخنِ اقرب کہہ کے تم پردہ میں جا بیٹھو میں کب تک خاکِ اڑاؤں کفر کی لستی میں یا مولا شرعیّت سے طریقت اور حقیقت سوره وحدت اٹھا دو پردہ غفلت اٹھو ہشیار ہو جاؤ جگر میں زخم ہیں داغِ محبت ہیں کلیجہ پر الہی دم اگر نکلے تو نکلے ان کے روضہ پر طفیل شافع محشر الہی آبرو رکھنا میں مداحِ شہنشاہِ دو عالم ایک ہوں اظہر	در پر نور پر امید بر آتی ہے سائل کی ہمارے حال پر روتی ہو حسرت پھوٹ کر دل کی ہمیں تو پڑ گئی سہنی مصیبت حدِ فاصل کی یہ کیوں بر باد ہو مٹی بتاؤ تو مری گل کی وہی اچھا ہو جس نے طوطے منزلِ منزل کی خبر تارِ نفس دیتا ہے ہر دم اپنی منزل کی کسی پر شفیق ہو کر یہ دولت میں حاصل کی متنا ہو یہ میری یہی ہے آرزو دل کی بہت مشکل سے کٹی ہے مصیبت پہلی منزل کی حقیقت کیا مرے آگے بہلا سببانِ وائل کی
---	---

جناب مخیر اختر حسین صاحب اختر تلمیذ جناب ڈاکٹر شوکت حسین صاحب

نہ دیکھی آج تک چلتی ہوئی شمشیرِ تل کی تجھے کیونکر سنائیں ہم شبِ فرقت کی بیتیابی یہ حسرت ہو شہیدِ ناز کہلاؤں قیامت میں	اسی حسرت میں ہم تو مرے دلیں ہی دل کی تجھے کیونکر دکھائیں او شکرِ حالتیں دل کی الہی آبرو بالار ہے بازو سے قاتل کی
---	--

وہ فرماتے ہیں اختر میں نے ملے کو جو پسوایا

اجتا کر چکے رورو کے جب تکفنیں بسبل کی
ہوئی پوری ہزاروں دشمنوں کی آرزو دلی

کلیجہ پیٹ کر صلوات میت سب نے حاصل کی
کفن میں رکھ کے سب بولے عروس تیغ قاتل کی

مبارک پہلی شب دولہ دہن کو پہلی منزل کی

یہ کہہ کر وادی غربت میں جان ناتواں ملی
ہوئی اب شام مشکل بھی ہوئی آساں مشکل کی

اٹھیں کیسے سفر میں سختیاں طوق و سلاسل کی
شکستہ پا کر ٹوٹی ہے مہت پست ہر دل کی

کروں جادہ شناسی کیارہ غم تیری منزل کی

دم دعوئے خون محشر میں برپا تھا نیا محشر
بگاڑی بات میری خود ہی زخم تن نہ ہنس کر

لہور و تاتھامیری سبکی پر دیدہ رنج
مری عرضی قیامت میں ہوئی جب داخل دفتر

زباں اک ہاتھ چھاتی پڑھ گئی دو ہاتھ قاتل کی

اسی بحر فدا سے نا خداؤں کو کنارہ ہے
جباہوں نے اسی کے گھاٹ پہ سر اپنا پھوڑا ہے

ہزاروں آشناؤں کا اسی میں غرق ہوا ہے
ہمارا کاروانِ دل اسی تلزم میں ڈوبا ہے

ترا چاہِ ذقن بھی شاخ ہوا کچاہِ بابل کی

اُدھر مکتیائی میں بڑا دھردشوار ہے جینا
نہ یہ جائے نہ وہ جائے لہو دونوں طرف پینا

وہاں بھی دل میں ہر کینہ یہاں بھی دل میں ہر کینہ
بڑی ہو شکر دشمن کی بڑی ہو فکر آئینہ

اے اپنے مقابل کی مجھے اپنے مہتابل کی

مے گھرا لچی پیغام لیکے جو بھی آتے ہیں
اگر جاتا ہو خط میرا تو وہ پرزے اڑاتے ہیں

بٹھاتا ہوں تو ظالم دور سے آنکھیں دکھاتی ہیں
وہاں دشمن کے روزانہ لفافے بند جاتے ہیں

یہاں پڑھتی ہو خود اپنا لفافہ سبکی دل کی

اے دل اس خیر سے بے شکستہ رہے
اے دل اس خیر سے بے شکستہ رہے

جوانی کا نشہ ہی اور دن ہیں اکٹھے جو بن کے
کھلائیں یا خدا تازہ شگوفے خار گلشن کے
اگر کھولوں ہوں منہ اپنا تو ہیں سامانِ دین کے
چنیں کلیاں جو وہ غنچہ دہن باغوں سے دشمن کے

الہی برقِ غم بن جائے یہ تنگی مرے دل کی

ہوئے صبح خشکی توڑتی ہے سپلیاں میری
کہہ دے ڈالیکا سیلاب مخالف ہڈیاں میری
کنارہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے جہاں ناتواں میری
کہاں ڈالیکا لنگر کشتی عمر رواں میری

منو دیں تک بہادریں بحرِ غم نے اپنے ساحل کی

اسیری میں بھی یاد زلف و رخ نے راتوں ٹوٹا
سنبھل پاسے جنوں تیرا نصیب دیکھ پھر پھوٹا
مگر رشتہ نہ ان دو دشمنوں سے آج تک ٹوٹا
ابھی جوڑا کھلا ان کا ابھی زنداں سے میں پھوٹا

ابھی بڑی کٹی پھراب اٹھی وحشت سلسل کی

وہی بس جان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کو دلیر ہوں
وہی کچھ مان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دلیر ہوں
اسی ہر آن سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دلیر ہوں
وہی پہچان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دلیر ہوں

نہ تم برباد ہو پچھو کیا ہے کیفیت مرے دل کی

جناب منشی محمد حسین صاحب سحر شاگرد مولانا شباب مراد آبادی

ہوئی جاتی ہے حالت اور ابتر چارہ گردل کی
ہم ہی نے قتل گہ میں سرخرو کی تیغ قاتل کی
ہوئیں یوں روبرو چوٹیں مقابل سے مقابل کی
نہ ہو جیب شمع محفل بزم میں پھر بزم ہی کیا ہے
سو نگھا دے زلف ہی اس کو کسی ہر شہنشاہ کی
ہم ہی نے لذتِ شوق شہادتِ مشکوٰۃ حاصل کی
اوصروہ آئینہ رو تھا اوصہر تصویر تھی دل کی
جہاں میں صاحب محفل ہی سور و نق ہے محفل کی
الہی کیا اثر اٹا دکھایا آہ نے دل کی
نہ پہنچیں ان کے کانوں تک صدائیں شتابانہ

بہت سوسمندی ہوئی جیسا کہ سر جہاں
جناب سحر کی آٹھوں پھر اب تو دعا یہ ہے

دستِ ایمن بنی ہوئی
الہی آبرور کھنا بروز حشر قاتل کی

جناب منشی شایم لال صاحب بسمل مراد آبادی (مذاق)

قسم کہا کر یہ کہتا ہوں ترے خسار کد تل کی
تمہاری بیٹھے سوسیریاں رونق ہو محفل کی
رو تم اک طرف ہو کر ملو دشمن سے یا مجھ سے
فراق یار میں دو دن سے حالت غیر ہے اپنی
کیا ہاتھوں سے نقشہ چاک پھینکا گھاس پر خسرہ
اٹھو کھیلو منسو بولو کرو اٹھکھیلیاں باہم
نک پاشی کو لایا ہو نک اب اور بھی قاتل

ترے پیچھے سیاہی لگ رہی ہو روغن گل کی
جو تم اٹھ جاؤ گے حالت بری ہوگی سر دل کی
خوشی کرنا بہت مشکل ہو میری جان دو دل کی
ہنسی سنتا کوئی بھی داستان دل سے مر دل کی
جو آئی یاد صورت کھیت پر اس ماہ کا مل کی
کبیدہ کیوں ہو صورت دیکھ کر مد مقابل کی
کہ ہو جس سے ترقی پر ترقی زخم بسمل کی

جناب ملا محمد حسین صاحب ثریا شاگر حضرت شباب لسان الہند

فلک پر قوس کو دکھا تو مجنوں خلق سے بولا
لڑا کو بزم میں آنکھیں چراتے ہونگا ہیں کیوں
جو تم اپنی خوشی سے آکے بیٹھے ہو مری بریں
جلو کو تھام کر ترپے پڑھا حظ کو مرے جدم
غزل لکھی چمکتی فیض ہے لسان کا بیشک

یہ کیسی گوٹ ہو دیکھو مری لیلی کے محل کی
یہ لڑتی ہیں تو لڑنے دو لڑائی ہے مقابل کی
یہی ہے دیکھ لو تاثیر میرے جذبہ دل کی
لکھی تھی میں نے حالت خوب اپنی مضطرب لکی
ثریا روشنی اس طبع روشن سے یہ حاصل کی

جناب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مراد آبادی یادگار تسلیم مرحوم

زبوں حالت ہوئی مرہم سے زخم مرغ بسمل کی
نظر ملتی نہیں میری نظر سے آج قاتل کی

بدن میں آگئی جان دیکھ کر شمشیر قاتل کی
کماں پھر چڑھ گئی شاید کسی مد مقابل کی

شرار سنگ میں ہرگز نہیں یہ خوں کے قطری ہیں
جو دیکھی سخت جانی اور جھنجلا کر دیا چسکا
چھٹک سی گھونگر کی جان آجاتی ہر مرد و نہیں
بہار آئی ہر مستو پھر گل گلشن ہے جو بن پر
رقیبوں میں شروعِ شام سے تاج پھرتا ہر
ترپتا ہوں بزرگ مرغِ بسمل عید کا دن ہے
شب وعدہ سرِ شام آگئی نیند اُن کو ہے جو ہر

بتوں کو بھی تمہاری غم میں بیماری ہوئی سل کی
بگڑ جانے سے قاتل کے بن آئی مرغِ بسمل کی
صدائے صور گویا بن گئی پازیب قاتل کی
ہوئی ہے رنگ پاستی باغ میں خونِ عنادل کی
اڑائی ہر روش اُس مہر دشن نے ماہِ کامل کی
لیٹ جائے گلے سیار نکلے آرزو دل کی
نہ نکلیں خفتہ سختی سے تمنائیں مرے دل کی

جناب چودھری بابورام سرن صاحب می شاگرد مولانا شایب نسان الہند

خوش آئی زلف پر خم جبے اک بیرحم قاتل کی
نہ کھٹکا باغباں کا ہونہ کچھ صیاد کی دہشت
بنایا اُس بت عیار کو رام اپنا لے رامی

ضرورت مجھ کو بیڑی کی نہ حاجت ہر سلاسل کی
تو فصل گل میں ہوں سب تکلیفیں عنادل کی
بہت مشکل سے امید دلی اب بھی حاصل کی

جناب ڈاکٹر غلام سر صاحب سرور مراد آبادی

گلستاں میں وہ کیا فریاد سنئے تھیں عنادل کی
مرے قبضہ سی باہر ہو کے پہلو میں مچلتے ہیں
مے زہرہ جبینوں سے تو لے دل پوچھ لے پہلے
گل مدفن کو روند لے کلاں مست صہبانے
مذمت زاہد ارندوں کے منہ پر یہ سمجھ لینا

ترپ جاویں اگر سن لیں کہانی حضرت دل کی
بڑی وحشت میں ایسی بقراری حضرت دل کی
اسیرانِ محبت سے مصیبت چاہ بابل کی
عجب کیا موشوں میں قدر ہو جاو مری گل کی
مٹا دیتا ہے ہستی دل جلا ہمزاد عامل کی

جناب جلال الدین خان صاحب جلال مراد آبادی

غضب ہر سخت جانی دیکھ کر قتل میں سہل کی
 ارادہ سے ہمارا بھی نکالیں حسرتیں دل کی
 یہی کہہ کہہ کے اُس ظالم نے سینہ چاک کر ڈالا
 یہ خون بے گناہی بھی کچھ ایسا رنگ لایا ہو
 بنا ہوں آج کل لذت کش دردِ دل آزاری
 چلا تھم تھم کے خنجرِ حلق پر رُک رُک کے دم نکلا
 ہو کر داغِ جگر افسردہ پھر بھی گل سے بہتر ہیں
 وہ گل اس شان سے آیا چین کی سیر کو شوکت

گلے پر چلتے چلتے رک رہی شمشیر قاتل کی
 بڑی شہرت سنی ہے آج کل شمشیر قاتل کی
 نہ رہ جائیں کہیں دلیں کسی کی حسرتیں لکی
 قیامت میں نظر بھی ہوئی جاتی ہر قاتل کی
 ستاتی ہیں مجھے سو سو طرح سے حسرتیں دل کی
 مری دشواریوں نے خوب ہی آسان مشکل کی
 خزاں میں بھی وہی رونق ہو اتنا گلشن دل کی
 اڑائی بلبلوں نے قہقہے غنچوں نے کھل کھل کی

جناب قاضی حکیم مولوی احمد حسین صاحب شباب لسان الہند

خدا پر شکست ہر سب حقیقت حق و باطل کی
 پہنچ کر عرش پر اللہ کے پیاری نے منزل کی
 لکھی نعت محمد کر لیا جنت کو گھر اپنا
 نکالی خوب حسرت جس نے وقتِ فرج قاتل کی
 قدم اٹھنے نہیں پاتے دیارِ یار میں کیونکر
 حقیقی جلوۂ دیکھیں لڑیں شیخ و برہمن کیوں
 ہوا بند آنا جانا جبکہ دونوں کا دبستان سے
 کیا حق نے مجھے ناحق بہت بے پیر کا عاشق
 خفا ہو باغباں صیاد ہو دشمنِ عدو گنجیں

نظرِ سرائی رانی پر خبر ہو اسکو تل تل کی
 یہ پایا کس نے پایا ہے ریخت کس نے حاصل کی
 شباب شاد قسمت منزلت یہ خوب حاصل کی
 بڑی اللہ اکبر اس قدر بہت تھی سہل کی
 الہی راہ کیا دشوار ہے الفت کی منزل کی
 سب اک پل بھر میں کھلی ہو حقیقت حق و باطل کی
 تو مجنوں کے لئے سبلی بہت تر پی بہت ہلکی
 جو مائل کی بھی تو میری طبیعت کس نے مائل کی
 چمن میں کون دے پھر داؤد فرماؤ غنادل کی

میں وہ مجنوں ہوں لیکن ہر مری انکھوں پر پردہ
مشابہ اکثر جوابی میں ظرافت آ ہی جاتی ہے

نہ حاجت قصر کی اُس کو نہ کچھ پروا ہو محفل کی
نہ گھبراہٹ چالاک میں عادت ہے چیل کی

جناب محمد اسماعیل صاحب شاکر و جناب بر باد مراد آبادی

ذرا بھی بکھر کے جی صورت نہ دیکھی اپنے قاتل کی
تری اس شان یتانی کے صد کیوں عالم ہو
کہیں برق ستم ہنکر گری مجنوں کی ہستی پر
کوئی ہدم بھی اے صرصر جو اس کو کفنائے

نہ شمشیر بھی مسرت نہ نکلی ہائے سہل کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہو محفل کی
کہیں لیلیٰ ادا بن کر چلی شمشیر قاتل کی
ستم ہو آج بے گور و کفن ہو نش سہل کی

جناب حاجی محمد صدیق صاحب صدیق تلیند جناب جوہر

محبت ہو جو حضرت کے رخ زیبائیں کی
تصور ہے مجھے دن رات اُس کی کملیا کا
مقابل ہر شرب کی ضیاء میں ہوں معاذ
پکارے جائیگے محشر میں ہم مدح سراؤں میں
بروز محشر حق نے خلد میں داخل کیا ہم کو
نظر آجاتے ہیں صدیق دن میں مجھ کو سیار

گل فردوس کی صورت شگفتہ ہو کلی دلی
نظر کے سامنی ہر وقت ہو سورۃ منزل کی
یہ منہ ہر منور کا یہ صورت ماہ کامل کی
ہمارے واسطی طیار حق نے خلد منزل کی
یہ دولت مدح حضرت کی بدلت ہو حاصل کی
صفت لکھتا ہوں جب میں اُس رخ پر نور کتل کی

جناب منشی سید آل احمد صاحب سوسوی تلیند جناب خورشید بھنوی

نہ ہم او ترک یتانی سے اپنے نیم بسل کی
خبر پردے میں بھی تمکو ملی بیتابی دل کی
پس قتل اس طرح ظاہر ہوئی ہو بکسی میری
کہ انہی نے جو

نکلتی ہے تڑپتی ہی تڑپتے آرزو دل کی
مراتا نفس دیتا رہا پیغام لاسلکی
پکیتی ہے ذامت۔ آب خنجر ہو کے قاتل کی
نہ

جلایا آہ سوزاں نے بجھایا چشم گریاں نے
ضیا فگن ہو پتی کی طرح اویسی عشرت
جو دیکھا دیر شوق ناز۔ ہنگام جفا کاری
بڑپ جاو گے سنگراس جگہ کی جلوہ آرائی
مثال ماہ نو بڑھتی رہی دیدار کی حسرت
اُسی دستِ کرم کی مہر بیٹھی ہے مردل پر
غم شیر نے جنت میں پاک صاف پہنچایا

مٹادی آرزو دل کی دُور کی ابرو دل کی
بنا ہر جگہ چشم تصور شکلِ تمسک کی
گلے مل مل کے مجھ سے خوب کی تیغ قاتل کی
پسند آئی زمیں پر یوں کوکھا سی جنتاں کی
تری فرقت نے الفت اور میر دل میں کامل کی
انگوٹھی جس نے ہنگام عبادت نذر سائل کی
نوشتِ فرد عصیاں لے طرب اشکوں کے رائل کی

جناب منشی احمد راز خاں صاحب عاجز عطائی پوری تلمیذ جناب فرح

بھلا آسان پھر کیا خاک ہو گی مشکلیں دل کی
ہمیں خوش آنہیں سکتی فضا و گلشنِ جنت
لگا دو کاش تیری تیغ براں گھاٹ پر قاتل
ہمیشہ لگے خون کے غم میں خونِ دل اگتا ہوا
دعائیں میں دیا کرتا ہوں ہر دم اپنے قاتل کو
پیا ہے جام وہ ہم نے مگر عشق و محبت کا
اٹھاؤ تو ذرا تم امتحان کے واسطے خنجر
ستم پر قہر ہے دو گز کفن بھی بار تھا ان پر
نہ کچھ رنگیں بیانی ہے نہ کوئی بات آعاجز

کہ قاتل ہو ابھی نادان چھری ہو کند قاتل کی
کچھ ایسی ہم نے نوٹی ہیں بہار تیرے محفل کی
ہے میری کشتی عمر رواں محتاج ساحل کی
شبِ فرقت کی بیماری مجھے پیدا ہوئی سل کی
کہ جس نے قتل گاہِ ناز میں آسان مشکل کی
قیامت تک نہ جائیگی ہماری بخودی دل کی
ابھی کھل جائیگی قلعی عدو کے زعم باطل کی
سرمقتل یونہی عریاں پڑی ہے لاشِ سبل کی
طبیعت اس غزل سے شاد ہو گیا اہل محفل کی

جناب شیخ علی بخش صاحب غن شاکر دہلوی میثاق بر باد مراد آبادی

اے کونہ کے سطر سطر کے محفل کی

اے کونہ کے سطر سطر کے محفل کی

جناب احمد علی صاحب فلک

ادھر تو خوں بہانے کو پچی ہے تیغ قاتل کی سقتل بھی ہیں سنگوں حالت پہیل کی شرعیت معرفت رکھی ہوگی اے دلِ نادان سحر تک افلاک ناکام رکھا اُس پر روش نے	ادھر مجرم کی گردن پر گھڑی آئی ہر مشکل کی قیامت کیوں نہ برپا ہو کہلی باپیں ہن قاتل کی نظر پڑ جائیگی جسدِ کسی درویشِ کامل کی تنگا گوشہ راحت بہت کوشاں ہی ل کی
---	--

جناب مشکور حسین صاحب قیس رئیس میڈمو

یہی ہر آرزو دل میں یہی ہے آرزو دل کی تر پتا کیوں ہو تو پہلو میں آخر کچھ تو باعث ہو پھنسا ہوں بے طرح دریا غم کی موج طواف میں دہن غنچہ سا ہے نازک کمر ہے چال متوالی بہار آتے ہی کیوں جانے لگے اوقیس صحرا کو	کہ دیکھوں محفل خلوت میں شگل اُس ماہِ کامل کی دل مضطر تبادے بات مجھ کو اپنی تو دل کی نہ تنکے کا سہارا ہے نہ ہے اُمید ساحل کی نشانی یاد رکھ یہ نامہ بر اُس ماہِ کامل کی ہوئی پھر فکر کیا تم کو کسی لیلے محل کی
---	--

جناب مرزا نظام حسن صاحب قابل

نکل جاتیں جواشاک یاس بنکر حسرتیں دل کی اٹھی اور اٹھ کے پھر کچھ رُک گئی شمشیر قاتل کی نہ حسرت ہو نہ ارماں ہے نہ اب یاس و تنہا ہو نیا شاعر ہوں طرز شاعرانہ سے نہیں واقف	تو پھر آنکھوں میں کیوں رہتی نہاں تصویر قاتل کی تغافل دیکھ کر مٹ مٹ گئی ہیں حسرتیں دل کی مراد لیکے کھودی دلربا نے دل لگی دل کی لگر جستگی میں یوں غزل رہتی ہے قابل کی
--	--

جناب گوکب مراد آبادی تلمیذ کلیم رضوی مراد آبادی جناب وحشت کلکٹی

بری حالت ہو دریاے بلا میں کشتی دل کی اگر صاف عالمی ہمتی ظاہر ہتھ سسکا کی	مُلا تھی ہے ہنسی مجھ کو سبسا رانِ ساحل کی اگر دی داد ساری خلق نے بازوئے قاتل کی
---	--

یہی بہتر ہے ہم مشکل ہی کو مشکلا سمجھیں
اسی جاگو گب غمیں کہیں بیٹھا ہوا ہوگا

کوئی صورت نظر آئی نہیں جب حل مشکل کی
زبان حال سے افسردگی کہتی ہے محفل کی

جناب حاجی مشتاق احمد صاحب مشتاق گٹری ساز تلمیذ جناب جوہر مراد آبادی

شوق

ترہیتا ہوں زیارت کو شہا صورت عناد دل کی
کریں گے عرض خستم انبیا محشر میں داور سے
نجاؤ نگا میں جنت میں نجاؤ نگا میں جنت میں
یہ ہوگا حکم رب دریائے رحمت جوش میں آکر
گل رونی کے وصف لکھنے کا ثمر دیکھو
یہ مشتاق حزیں مولا رہے بس آپ کے درپر

دکھا کر پھول سا چہرہ مٹا دو بکلی دل کی
گزارش ہو یہ عاجز کی گزارش ہو سیائل کی
مرے مولا مری امت اگر رونخ میں داخل کی
بر آئیگی مرے محبوب تیری آردو دل کی
گل رحمت سے جھولی بھر رہی ہو آج سائل کی
تمنا ہو یہ آنکھوں کی یہی ہے آردو دل کی

جناب منشی محمد الدین خاں صاحب مذاق مراد آبادی

شوق

انہیں ہر شوق خود بینی الہی خیر ہو دل کی
کمال با کمالی ہے بلائے جان کامل کی
زبان حال سے کہتی تھی مایوسی یہ سبل کی
نگاہ شوق کا کوئی کہیں مانع نہیں ہوتا
کسی زلف مسلسل کے جو سودا لی نہوتے ہم
نہ آنے کی سناتے ہو تو کیا سچ ہی نہ آؤ گے
ذرا مقبول کی یہ حسرت دیدار تو دیکھو
بہت ہے آرزو لیکن وہ پھر بھی بر نہیں آتی

کہ آئینہ ہو آگے اور چوٹیں میں مقابل کی
کہ لاتی ہو قفس میں زمرہ سنجی عناد دل کی
نہ نکلی ایک بھی حسرت کسی حسرت بھر دل کی
عبث کیوں بیٹھ کر پردہ میں چلین اس کج حال کی
اٹھاتے بیٹھ کر زنداں میں کیوں کڑیاں سسل کی
دکھا دینگے تمہیں تاثیر اپنے جذب کامل کی
کہ کھینچ کر پتلیوں میں رہ گئی تصویر قاتل کی
تری شیر بھی قاتل ہے کیا حسرت مرد دل کی

دکھا دی آئینہ نے جب اک صورت مقابل کی
 کہیں شہرت نہ ہو جائے کسی سلی شائل کی
 کسی کے وعدہ فردا پہ اتنی بدگمانی ہے
 شب غم میری آنکھوں سے لہو بن کے بہتا ہر
 نہ پوچھو ہمدمو مجھ سے یونہی خاموش رہنے دو
 عجب ہی صید کے قابل تھا منظر آج مقتل میں
 اگر ممکن نہیں ہر وصل تو دیدار کافی ہے
 یہ آئینہ ہٹا دو سامنے سے وقت آرائش
 بیاں ہو کس طرح جو کچھ شب غم منجہ پہ گزری ہر
 کسی پہلو کسی کروٹ نہیں آرام پاتا ہوں
 جہاں میں چار سو اک نالہ و فریاد برپا ہے
 کسی دن غیر سے کہنا پڑیگا راز دل نامی

ہمیں ہر چین دم بھر بھی عجب حالت ہر قاتل کی
 ترے ہاتھوں ہے عزت دیکھنا اور عشق مجمل کی
 مری حیرت منو نہ بن گئی اک حرف باطل کی
 تمہیں بھی کچھ خبر ہے یا نہیں بربادی دل کی
 سناؤں تم کو کس دل سے جو حالت ہر مری دل کی
 مری آنکھوں میں کھنچ کر رہ گئی تصویر قاتل کی
 تسلی بخش ہر صورت کسی سلی شائل کی
 نہ دل پر چوٹ کھا بیٹھو کہیں مد مقابل کی
 حقیقت پوچھتے ہو مجھ سے کیا بیٹابی دل کی
 یہاں تک بڑھ چلی ہیں تیرے غم میں شورش دل کی
 کچھ اتنی اتہاس بڑھ گئی بس اد قاتل کی
 بس اب مجبور کرتی ہیں مجھ پر جبریاں دل کی

مستر جے آر پال ناڈر سیٹھ ماسٹر مشن اسکول جھانسی تلمیذ جناب پرواد

جدا جس دن سے تم ہو غیر حالت ہر مری دل کی
 یہ ممکن ہی نہیں نکلے کبھی حسرت مری دل کی
 اسی سے سختیاں سمہتا ہوں اپنے بیوفادگی
 مری آنکھیں نکلاتے تو سارا فیصلہ ہوتا
 الہی طوق غم کیوں توڑے دیتا ہر مری گردن

نہ چین آئے نہ موت آئے گھڑی ہر سخت شکل کی
 یہی تو اک کمائی ہر جو اس دنیا میں حاصل کی
 کہ پہلو میں امانت ہر کسی زہرہ شائل کی
 یہ کیوں سر پھوڑنے کو درمیاں دیوار حاصل کی
 گلوے غیر میں اس نے کلائی کیا حاصل کی

بلائیں وہ مجھ پر آئیں یا تصویر بھجوائیں
اٹھایا جب مجھ پر شوق زیارت نے تو چل نکلا
ستم بہتار ہو گا مرثون کا تیرے کوچے سے
ہمارا خوں بہا کر خوں بہا دینے کو راضی ہے
سلا یا مجھ کو آغوشِ اجل میں وائے ناکامی
نہ نیند آئے نہ چین آئے لحد میں بھی مجھے ناور

اسی صورت سے ممکن ہو تسلی اس مرے دل کی
جہاں پر ناتوانی نے بٹھایا شام منزل کی
نہ نکلوں گا نہ نکلیگی اگر حسرت مرے دل کی
قیامت میں ادھر قاتل ادھر شمشیر قاتل کی
مراسر لیکے قسمت جاگ اٹھی شمشیر قاتل کی
ترپ دل میں ہو جب تک جو ہر شمشیر قاتل کی

جناب شیخ عبد الرحمن صاحب نشاط مراد آبادی

مرے اللہ کب نکلیں گی دل سے حسرتیں دل کی
ترہیبتی دیکھ کر کوچہ میں اسکے لاشِ سہل کی
خزاں نے فصلِ گل میں آشیاں تاراج کر ڈالا
مریضِ عشق کا تم سے مداوا ہو نہیں سکتا
ادھر تابوت رکھتے ہیں ادھر کچھ دفن ہوئے ہیں
کسی نے وحشیوں کے پاؤں میں زنجیر پہنا کر
پھنسا ہو مجھ سا قیدی آج تیری لف پیاں میں
سمجھ کر جانِ عالم یاد رکھنا اخبس من آرا

رواں ہو گی مری گردن پہ کب شمشیر قاتل کی
زبانِ تیغ نے دی داد بڑھ کر دست قاتل کی
نہ پہنچی بات کچھ بھی بسیل ناشاد کے دل کی
مسیحا کیسے بن بیٹھو دو اکرتے نہیں دل کی
زمین گنجِ شہیداں بن رہی ہو کوئے قاتل کی
کلاہِ آبلہ میں ٹانکدیں سلیمیں سلاسل کی
بڑی تقدیر ہے زنداں بڑی قسمت سلاسل کی
نشاط زار کے دم سے ہے رونق تیری محفل کی

جناب نظام الدین خان صاحب نظام مراد آبادی

جھنکائی کی کنویں الفت کسی زہرہ شمائل کی
نگاہِ یاس سے تکتی تھیں آنکھیں نیم سہل کی
ہزاروں خار ہیں اور ابلہ یانی کی ایذا ہے

رہی زلف کے سودی میں پابندی سلاسل کی
گلے پر چلتی تھی کھنچ کھنچ کے جب تلوار قاتل کی
مصیبت سخت بھاری ہو ابھی دوری منزل کی

وہ ضروری دیر تو آیا بھی تو دیر عدد لایا
 بلانے کو کسی کے نامہ و پینام لا طائل
 بگر جائینگے وہ کیا فائدہ عرض تمنا سے
 وہ مجنوں ہوں کہ اک لیلی ادا کا ہو کے سودائی
 وہ کہتے ہیں ابھی کیا ہے تیجہ اس کا دیکھو گے

سکرے حوسی میں ایک تہ پلہ نازل کی
 ہمارا جذبہ کامل ہو تو کیا حاجت سائل کی
 پتا دیتی ہے حاجت کا فقط صورت ہی سائل کی
 کبھی کہسار میں پہنچا کبھی صحرا میں منزل کی
 نظام شوم طالع کیوں طبیعت ہمیشہ نائل کی

جناب ششی نیاز اللہ صاحب نیاز تلمیذ جناب مذاق مراد آبادی

تمنا کب نکلتی ہے کسی حسرت بھرے دل کی
 دم آخر پھری کس طرح چشم یاں بسمل کی
 پڑے سویا کرینگے چین سے اب کنج مرقد میں
 بیان درد سکر یا د اپنا درد آتا ہے
 مدینہ میں نیاز اللہ کو بلو ایسے شاہ

کہاں عاشق کو ملتی ہے نگاہ ناز قاتل کی
 ترپتی رہ گئیں بدل کی دل میں حسرتیں دل کی
 کہ نقد جان دیکر ہم نے یہ جاگیر حاصل کی
 ترپ جاتا ہوں جب آواز سنتا ہوں عناد کی
 خدا کے واسطے منظور ہو یہ عرض سائل کی

شیو کنور مراد آبادی

تمہارے ہجر میں صاحب عجب حالت ہو سدی
 نزدیکھو غور سے صورت کبھی مد مقابل کی
 دماغ اُنکا اگر عشق سحلی پر ہے کیا شک ہو
 شب وعدہ اگر آؤ تو مت آنا اگر صند ہے
 اسی اُجڑے ہوئے گہریں کبھی بھایا رکا مسکن
 ادھر وہ محو آرائش ادھر آئینہ سکھتے ہیں

جو یہ ترپا تو انکھیں روئیں جان ناتواں بلکی
 نہو جائے یہ باطل ہمسری آئینہ دل کی
 فلک منزل سے اونچی چھت ہو انکی چہرہ منزل کی
 عیاں ہو جائیگی تاثیر بھی اس جذبہ دل کی
 بیان کس سے کروں حالت میں اس بربادی دل کی
 جبر خود بھی نہیں شہو مقابل کو مقابل کی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رسوا معجزہ کو نہ کیجور روز شمار

دنیا میں دیا ہے جب مجھ کو عرو و قار

مشاعرہ الہ آباد

ہندو بورڈنگ ہاؤس الہ آباد میں بصدارت عالیجناب پروفیسر ایم مہدی حسن صاحب
ایم اے ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس کی غزلیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(اڈیٹر)

جناب اعجاز حسین خاں صاحب عجاز دریا آبادی

اعجاز

<p>عجب تاثیر رکھتی ہیں ہوائیں کوئے قاتل کی خبر ان کو نہ ہو جائے کہیں بیستابی دل کی خبر اے جانے والو کچھ تو دیتے جاؤ منزل کی نہ سلجھانے سے سلجھو گی کہیں گمھی مری دل کی پس مردن بھی باقی ہے یہ بتیابی مری دل کی کٹی ہے رات ساری روتے روڈ شمع محفل کی بتائیں آپ کیا حالت ہے اب بتیابی دل کی گواہی دیگی محشر میں زبان تیغ قاتل کی</p>	<p>ترستی انتہائے شوق میں ہر نفس سہل کی نہ اٹھ جائیں کہیں پہلو سے میرے بدگماں کو عدم کی کیسی راہیں ہیں وہاں کو لوگ کہتے ہیں گرہ دل میں پڑی ہو کاکل زہرہ شامل کی تزلزل میں میں ہو سنگ تربت کو بھی جنبش ہے جنازہ جبے پروانہ کا اس نے بزم میں دیکھا جنازہ پر مرے اگر عجب انداز سے بولے چھپانے سے ہمارا خون ناحق چھپ نہیں سکتا</p>
--	---

جناب محمد عبدالرزاق صاحب بخود کرچین کالج الہ آباد

نہ

<p>مری آنکھوں میں پھر جاتی ہے وہ دنیا مری دل کی دبا دیتی ہے اڑ کر خاک مجھ کو میری منزل کی تصدق جس پہ ناکامی تمنا وہ مری دل کی اسی کو دل سمجھ لیجئے اسی کو آرزو دل کی چلی چلکر رک رک کر چلی۔ تلوار تاتل کی</p>	<p>نظر آتی ہے آبادی جو مجھ کو تیری محفل کی گلوں کی طرح دم بھر کو صحرائیں اٹھا تو کیا حصول مدعا جس پر خدا وہ مدعا تیرا یہی اک بوند باقی ہے بہو کی میرے سینہ میں عجب ٹکھیلیوں سے آج بخود میری گردن پر</p>
---	---

صداقت پر سنا زک قلم کر کے چڑھا دینا
خزاں میں بھی مجھے اتنا سرسبزی نمایاں ہیں

صدائے غیب آتی ہر کسی درویش کامل کی
ہری زخموں سے کھیتی ہو ہاری پر فضا دل کی

جناب اولاد حسن صاحب حسن شاگرد جناب نوح تاروی

دکھاؤں میں اگر تاثیر اپنے عشق کامل کی
اتنا سر تو احساں رکھ دیا گردن پسل کی
نکل کر میان سے کہتی ہے یہ شمشیر قاتل کی
ہوا ہو مطمئن قاتل مٹا کر داغ دامن کا
الہی بحر غم میں جان دیدی ڈوب کر کس نے
سمجھتے ہیں جسے بے مہر اسی پر جان دیتے ہیں
نہ اب روکے سے رکتا ہو نہ اب تھا محو تھمتا ہو
گلوں کو توڑائے گلچیں مگر یہ سوچ لے پہلے
مناسب ہو کہ خود اپنے گلے پر پھیر لیں خبر

ترے دل کی وہ صورت ہو جو صورت ہو مری دل کی
زمانہ سے نرانی ہیں ادائیں میرے قاتل کی
مناؤ گے کہاں تک خیر تم حسرت بھری دل کی
شہادت حشر میں اب کون دیکھا غنہ بل کی
تھپیڑوں سو آرائی خاک کیوں مچھلے ساحل کی
محبت میں عجب الٹی مجھ ہے حضرت دل کی
کہاں لیجائیگی وحشت مری دلو مری دل کی
جلا کر خاک کر دینگی تجھے آہیں عناد دل کی
کہاں تک راہ دیکھیں حسن ہم اپنی قاتل کی

جناب رامیشری دیال صاحب بی آ خاک

دم آخر نہ آئے کچھ نہ نکلی آرزو دل کی
بہت منت جو کی میں نے کہ آؤ حال دل سن لو
لیا ہو کر تو بتلا دو مگر ناکس سے سیکھا ہے
میں جارہے دو بس اب بہت معجز نمائی کی
جو آنکھیں لالیلی ہیں تو خنجر سرخرو ہو گا
وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو لاکھ لاکھ گنا

جواں تھا ہی مگر تم نے مری جان اور شکل کی
کہا ہنس کر مجھے مطلب کہاںی ہر تری دل کی
ہمیں اچھی نہیں لگتی ہو ہر دم دل لگی دل کی
قضا اب بن کے آئی ہے نگاہ ناز قاتل کی
گل رنگیں کھلائیگی نہ کیا کیا بکلی دل کی
نہ انوار اچھٹ گئے رونو تری باقی تو محفل کی

اداکچہ بھاگنی ایسی عروس تیغ قاتل کی
بہا راتے ہی کچھ ایسی بڑھی وحشت مردکی
لڑی ہیں آج آنکھیں اک بت پرین کی تپوں سے
نہیں معلوم مجھ کو مدعائے زندگی کیا ہے

بندھی تھی ٹکسی پھروں نگاہ شوق سہل کی
مقید رکھ سکی مجھ کو نہ پھر کوشش سہل کی
ہوئی جاتی ہر حالت غیر ہر محضہ مرد دل کی
وہ کشتی ہوں خبر جس کو نہیں ہر اپنے ساحل کی

مسٹر دھیرندرناتھ بنرجی - کالیستھ پاٹ شالا الہ آباد

مٹاتا ہے جو اپنے کو بلائیں لے کے قاتل کی
چلا کر تیغ ابرو مجھ سے بولے ہاں سنبھل جاؤ
بوقت نزع اُن کا وہ سر بالیں کھڑا ہونا
بتوں سے دل لگا کر میں خدا کو بھول بیٹھا ہوں
مسافر میں نہ ٹھہرینگے عدم کو ہم سدا رہینگے

فسا ہیں ہر بقا اس کو یہ کم ہر شان سہل کی
نہ کیوں قربان ہو جاؤں میں اس شوخی قاتل کی
تمنا مرتے مرتے ہو گئی پوری مرد دل کی
انہیں کے پھیر میں میں راہ بھولا اپنی منزل کی
کسی دن کوچ کر دیں گے بڑھا کر شان منزل کی

جناب درگا پرشاد صاحب درباری لاکال لاج الہ آباد

نہ ہوتی پھوٹ آپس میں تو کچھ چلتی نہ قاتل کی
لگا دل کھول کر خنجر مرے سینہ پہ لے قاتل
مسیحائی کا دعویٰ ہر اسی کر توت پر اُن کو
نظر بھر کر نہ دیکھا مرتے دم بھی میں نے اس دُور
کمرہ قتل پر باندھیں تو کیا باندھیں مگر بھی ہو
نہ ہو کس طرح درہم جو خود تصویر بن بیٹھے

کہ پایا دل پہ قبضہ جا ملی جب آنکھ سہل کی
نکلنے کے لئے بچپن ہیں اس جہنم دل کی
کہ حالت تک نہیں سنتے ہیں مجھ بیمار کو دل کی
انہیں بچپن کر دی گئی نگاہ پاس سہل کی
عبث شوق شہادت آرزو تیغ قاتل کی
جب آئینہ میں دیکھی آپ نے صورت مقابل کی

جناب سید موسیٰ حسنین رضوی شعلہ شاگر جناب تجمل کراوری

گلے پر چل کے رک جاتی ہر دم تیغ قاتل کی

غضب کرتی ہر قاتل میں نگاہ پاس سہل کی

رہا میں عمر بھر گرم سفر دوری غربت میں
جہاں میں زینت بزم سخن نبیاں تھواری شعلہ

نہ دیکھی آج تک صورت سوادِ شام منزل کی
وہ کیا اٹھے کہ گویا اٹھ گئی رونق ہی محفل کی

جناب نثار احمد صاحب شفق شاگرد جناب نوح ناروی

جو دیکھی قتل گہ میں پیر خنی سہل سہ قاتل کی
ادائیں ان کی نشر میں نگاہیں نکی خنجر ہیں
کسی نے بھی نہ پوچھا تیرے رو کا سبب کیا ہو
کیا تھا سامنا کیوں اسے انکے رو روشن کا
اٹھا کر ہاتھ میں خنجر گرا دینا نزاکت سے
خدا جانے کہاں لیجائے شوق دشتِ پیمائی
نہ جانا آج تک ہم نے کہ راز عشق کیا شہر ہو
جواہل آبرو میں وہ مگر سو نہیں سکتے
وہ آئے ہیں شب وعدہ مری تقدیر چمکی ہے

گلے ملکر تمناؤں نے رحمت دل سے حاصل کی
حفاظت کر نہیں سکتا حسینوں کو کوئی دل کی
مروت دیکھ لی اسے شمع تو نے اہل محفل کی
ہوئی پوشیدہ صورت گھٹے گھٹے بد کامل کی
قضا سے کم نہیں مجھ کو ادا یہ میر قاتل کی
وہ رہو ہوں خبر جس کو نہیں اپنی منزل کی
کھانی ہم نہ سمجھو آج تک حسرت بھری دل کی
کبھی جیتی نہیں دریا میں اڑ کر خاک ساحل کی
بہت رو پیٹ کر میر نے شفق یہ رات حاصل کی

جناب ابو محمد صاحب ضبط انصاف میاں پور گالچ الہ آباد

سبق آموز عبرت خاک تک ہو کوئی قاتل کی
نہیں باقی ہے اے دریاں ہو س اب کوئی قاتل کی
دگرگوں فرقت لیلیٰ میں جب حالت ہوئی دلی
قفس میں گرنہ کرتا بند تو صیاد کیا کرتا
معاذ اللہ یہ وحشت کہ جب پتا کوئی کھڑ کا

لہ ہو تصویر جبکہ ذری ذری میں مری دل کی
یہاں لائی ہے مجھ کو جستجو کھوئے ہوئی دل کی
بگولوں میں نظر محبوں کو آئی شکل محفل کی
گراں تھی گوشت گل پر زمرہ سخی عنادل کی
ترے وحشی کے کانوں میں صدا آئی سلاسل کی
باطل سے یہ گمشدہ ماہ کا لڑکی

کیا ہو کیا کوئی خون تمنا ضبط گرووں نے

فروں گور غریباں سے کیوں پیرانگی دل کی

جناب منظر صاحب

سے گی گوش دل سبے تکلف روح سبل کی
جسے تم داغ سمجھے ہو وہ جو ہر جفاؤں کا
اے جب ذبح کرنا اپنی آنکھیں بند کر لینا
کہاں سیل اشک غل رواں ہو آنکھ سے یار
مری کوتاہی قسمت اگر کچھ مجھ کو روکے گی
عدوئے زہر پر نظارہ اسکی چشم میگوں کا
یہ آگے عرش سے جاتے ہیں وہ رہتا رگشن میں
گناہوں کی سیاہی مٹ گئی اشکِ ہدایت سے

اگر کہنے کو ہر چشم خنکوبات و تائل کی
شہیدوں کے ہوتے آبرو کی تیغ قاتل کی
بہت حسرت فرا ہوگی نگاہ یاس سبل کی
حقیقت اک لہو کی بوند سے زائد نہ تھو ل کی
درازی کام دیکھی حشر میں دامن قاتل کی
اڑا دیتی ہیں موجیں دھجیاں دامن ساحل کی
بگاڑی بات نالوں نے مرے شور عنادل کی
مری آنکھوں نے منظر آبرو رکھ لی مکر دل کی

ایک پسین

آپ کو شہرہ آفاق آل ایرکٹرس کے متعلق تمام واقفیت درخواست بحوالہ اخبار بھینچے پڑ گھر بیٹھے جھامے ہم
پہنچ سکتی ہو۔ اس آل نے ہندوستان بھر میں ہزار ہا مایوس العلان مرصیوں کو از سر نو مرد بنا کر ثابت کر دیا
ہے کہ نامردی دور کرنے کے واسطے دنیا بھر میں اس سے بہتر یقینی اور سہل تر علاج اور کوئی نہیں۔ آل
ایرکٹرس تدریجی طریقہ علاج ہو مہرسم کی اندرونی بیرونی کھانے پینے لگانے والی ادویات کی زحماتوں
سے آپ کو بچاتا ہو اور نامردی کمزوری بلکستی کوتاہی کچی لاعنی جریان احتلام کے واسطے منظر اور
اکسیر علاج ہو۔ قیمت فی آل مبلغ پندرہ روپیہ علاوہ خرچ محصول اک وغیرہ مقرر ہو۔ مگر سکیرڈوں روپیوں
میں سستا ہو مفصل حالات بتانے والی کتاب موت کے بعد نبی زندگی درخواست بحوالہ اخبار آنے پر سہ
نقول سندات مفت۔ ہر شخص کو روانہ کی جاتی ہے منگواؤ اور دیکھو۔

مطابق ناصری

جناب پروفیسر مہدی حسین صاحب ناصری لکھنوی ایم اے۔ ایم آر اے ایس وغیرہ

صدر مشاعرہ اللہ آباد

ابھی بوئے وفا لائیں ہوائیں کوئے قاتل کی
یہ کیا نیرنگ عالم ہے الہی خیر ہو دل کی
نہ پوچھو، وجہ کچھ مجھ سے شکست رنگ محفل کی
بہت نیرنگیاں دیکھو گے اس ٹوٹے ہوئے دل کی
رُلاتا ہے مجھے حالت دگرگوں ہوگی محفل کی
سنبھل ظالم کہ یہ فریاد ہر دے کھتے ہوئے دل کی
وہ برق طور ہوا چاک ہو دامن یوسف کا
کہیں تاثیر ہے دل کی کہیں تصویر ہے دل کی
بڑے دعویٰ سے نازک ہاتھ اٹھا سخت جانوں پر
بڑھائے شوق شہادت بات کھلے آج قاتل کی
کرم کرے تو انگریز رحمت میں اٹھیں حوہیں

ہے عبرت کا تماشا سیر کیا ہر قصہ بسمل کی
 یہ وقت نزع ہو۔ اب کیا خفا ہو پاس آ بیٹھو
 اسیرانِ قفس کا حال بھی تھوڑا سنا دینا
 جوانی آتے ہی کیا رنگ بدلا اپنے عالم کا
 ترے رخسار سے اٹھتی ہیں ہم نور کی لہریں
 نزاکت کا ہوں قائل بانِ تغافل کی شکایت
 رخ روشن کا اس کے کرے نظارہ دم آخر
 یہ آئینہ ہو کوئی یا تمہارا مستِ ذریبا ہے
 ستاروں آسماں سے ٹوٹ کے تربت پہ گرتے ہیں
 یہ دنیا ہے کہ اُسکو حسنِ خلقت کا مرقع ہے
 کہاں ارمانِ دل میں ہاں فقط اک فرغِ روشن
 کبھی گلشن میں تھو نا شا و اب باغم سرا میں ہیں

بہی جاتی ہیں دیکھو خون ہو کر حسرتیں دل کی
 کوئی حسرت نکلیا دی مری حسرت بھری دل کی
 سنا ہرے صبا گلشن میں ہو محفلِ عناد دل کی
 انگلیں جتنی تھیں دل میں نہیں حسرتیں دل کی
 یہ بحرِ حسن بھی کیا ہو نہیں صد کی ساحل کی
 نظر کیوں مجھ سے پھیری گردن اٹھی تیغِ قاتل کی
 ہوا تدبیر لازم ہے چراغِ شام منزل کی
 نظر آتی ہے اس میں صاف صاف صورتِ حسنِ کامل کی
 عجب حالت میں ملیں عرشِ سوا ہیں مرد لکی
 ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہو محفل کی
 ہوئی برخاست محفلِ جل رہی ہو شمعِ محفل کی
 پٹ کر روتی ہیں راز نہاں ہو حسرتیں دل کی

جنابِ نرنگہ ناتھ صاحب بی۔ اے

لگی جاگ اس دل میں خبر لگی وہ اس دل کی
 اثرِ سچی محبت کا ہوا محبوب پر کتنا
 ہماری انکساری میں یہ دی تاثیرِ خالق نے
 کھلے گل اور مر جھائے را باغِ جہاں قائم
 برا ہو سخت جاتی کا ہوئی تکلیف اُنکو بھی

جو پروانہ جلا آ کر جلیگی شمعِ محفل کی
 جلا اک لحظہ پروانہ تو شب بھر شمعِ محفل کی
 گلے سے جو ملی آ کر ہوئی ختم تیغِ قاتل کی
 ہزاروں بلبلیں بولیں رہی شیونِ عناد دل کی
 تماشے کو نکل آئے جو ٹپ ٹپ لاسن بسمل کی

جنابِ وحید صاحب

مست عید کی ہر کشتگانِ ناز کو یارب
ہولے تند و طوفانِ سرشکِ غم کی جوش میں
خدا کے ساتھ آتا ہے بتوں کا ذکر شعرو میں
سیہنجی میں بھی کوتاہیِ تقدیر پیدا ہے
خدا کے نور سے پر نور ہو جائے مرا سینہ

گلے ملتی ہے ہر بھکر بھلوں سے تیغِ قاتل کی
ٹھہرتی تاکے آخر عمارتِ آب اور گل کی
تقابل کر کے حق نے آبرورکھ لی ہر باطل کی
مری قسمت کی ملتی ہے سیاہی آپ کی تل کی
جلا کرتا رہوں ہر دم وحید آئینہ دل کی

جناب ایس والی صاحب ہاشمی رگرچین کالج الہ آباد

دل آئینہ و تصویر ہے اک ماہِ کامل کی
وہ اندازِ ستم اس کو کہاں معلوم ہے ہدم
کوئی تو سوزِ غم سے جل رہا تھاراتِ رور و کر
یہی حالت رہی گر سحرِ غم میں جوشِ غم کی
کھینچا جاتا ہے دل مقتل کی جانب خود بخود اپنا

بھلا منہ آئے میری کیا حقیقتِ ستمِ محفل کی
فداک بھی ایک ادنیٰ سی زمیں ہر کوئی قاتل کی
کسی بیدار کو منظور آرائش تھی محفل کی
اڑاؤ و نگاہیں اک دن دھجیاں بانِ باطل کی
عنفص کی ہاشمی تاثیر ہے شمشیرِ قاتل کی

جناب اسد صاحب

الہی خیر و طوفانِ غم میں کشتیِ دل کی
مسلمان اور ہندو کچھ ہوں لیکن میری نظریں
زمین ہموار کر دی کوئی معشوق کی اس نے
سنا ہر ٹیکس لگ جائیگا اب واعظ کی وارفتگی
نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں بہلا ملا تو کہلا یس
ادھر دیکھو اسد و اللہ تم خوب کہتے ہو

مجھے پھر کچھ ہوا بدلی نظر آتی ہے ساحل کی
رگِ الفت سے وابستہ یہ دو قاشیں ہیں اک دل کی
بہت ممنون ہر مینو سپاٹی آن کے بسمل کی
کہ قیمتِ بڑھتی جاتی ہے زمیں سیرِ حاصل کی
سندھم کو بھی مل جائے کہیں سحرِ فاضل کی
وزارتِ بلاؤ تو یہ مشق کے فاقوں میں حاصل کی

سر التماس ہے کہ غزلیات صاف و خوشخط اور کاغذ کے ایک ہی طرف تحریر فرما کر

مشاعرہ کلکتہ

جناب رشید احمد صاحب تسکین بدایونی

نیا

<p>میں شوقِ قتل میں تڑپوں ہی مرنی تھی قاتل کی کوئی یہ شوق دیکھے رہ نور دان محبت کا مجھے تو روکتا ہو کوجہ گردی سے جولےِ ناصح جنہوں نے قتلِ عاشق کے لڑے گرم دیکھا شبِ فرقت سحر تک ایک الجھن سی رہی ل کو اشارہ تیغِ ابرو کا ہو کافی قتلِ عاشق کو نہ لاؤ نامِ منہ پر قیس و اموق کے فسانوں کا ستم گر تیرے نازک دل کا مجھ کو پاس ہو ورنہ وہ گھبرا کر کسی کا اٹھ کے پہلو سے چلا جانا نکالا آج اُس نے پھر مجھے یہ کہہ کر اے تسکین</p>	<p>بڑی شکل سے آساں آج اُس نے میری شکل کی کہ مارے صنف کے تجس میں لیکن بہتر کی کروں کیا جستجو بھی میں اپنے گم شدہ دل کی وہ اب اگر ذرا دیکھیں پشیمانی بھی قاتل کی جو زلفِ خم بہ خم یاد آئی اُس سلی شانل کی یہ زحمت کس لئے تلواریوں تہی حائل کی کہانی تم اگر سن لو ہمارے غمزدہ دل کی دکھا دوں میں بھی تاثیر اپنے نازک دل کی وہ بتیابی کسی ناشاد کو ارمان بھری دل کی ہوا اگر خلل انداز کیوں رونق میں محفل کی</p>
--	--

جناب مولوی عبدالبدیع صاحب جذب

نیا

<p>نظرِ نیکی آئینہ میں صورتِ ماہِ کامل کی نکلتی ہے صدا کیسی شکستِ شیشہ دل کی سیا ہی خبت سے لیکر مرے تھوڑی سی دانش کی عجب ہو کشمکش یارب گھڑی بدعتِ مشکل کی نگاہِ واپس دیکھی نہ تو نے ہائے بسل کی کہ آتا ہے حیا کا</p>	<p>نہ دیکھی ہو تو دیکھو شکلِ تم برستائل کی لگا کر کانِ سینہ پر مرے ظالم ذرا سن لے تمہاری گیسوی شب گوں میں رنگِ امیرِ قدرت اجل سر پر گھڑی ہو اور وہ بھی پاس بھیجیں ترپنا تیرے بل کا تماشہ گروتِ اتل اکما جس کا جلوہ نظر ہے طعنہ</p>
---	---

جناب نواب زادہ اے اف ایم عبد الحفیظ صاحب حافظ کلمتہ

جو قسمت سے کسی نہ اٹھ گئی شمشیر قاتل کی
وہ دیکھیں آئینہ اور چوٹ جب کھائیں مقابل کی
کوئی پر سنا نہیں اتنا کہ حالت کیا ہو سہل کی
وہاں اب گاہو ماسے ناچ کا جلسہ بھی ہوتا ہو
اب ان سو روز شلیفوں میں باتیں مجھ سے ہوتی ہیں
کہ گزرا پہلی منزل سے ہو میں سب نہ نلساں
نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ بادہ ہو نہ مطرب ہو
مرے سینہ میں ہر دم ترپتا ہو پھر کتا ہے
کہا جب شیخ سے تو بھی ذرا پی لے تو وہ بولا
نہ رکتی ہو نہ جاتی ہے نہ کھٹتی ہو نہ ٹٹتی ہے
ہزاروں دوستوں نے لاکھ سمجھایا اسے حفظ

نکل جائیگی اک چشم زدن میں آرزو دل کی
تو پھر پوچھوں کہ اے سرکار کیا حالت اب دلی
زبان خلق پر تعریف ہو بس دست قاتل کی
سنا کہ آج شب کو بھی ہر محفل رقص و سہل کی
ضرورت کیا ہو مجھ کو اب فرائع اور سائل کی
مصیبت سے ہوتی ہو زیادہ پہلی منزل کی
چلا میں گھر کو ساتی ایسی تیری منزل کی
مرے دل کی ترپ گویا ترپ ہو مرغ سہل کی
جزاک اللہ میرے بار تم نے اب کہی دل کی
ترپ دل کی کھٹکے ل کی خلش دلی طیش دلی
کسی کی کچھ نہیں سنا عجیب حالت ہو اس دلی

عالمی جناب شمس العلماء خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب بنجور جمعہ ری مدظلہ

نہ کیوں آسان ہوں دشواریاں قطع مر حل کا
نہیں یہ سخت جانی بے سبب اس وقت سہل کی
خبر بھی ہو تجھے اے قیس! اپنا خاؤں دل کی
وہ آئینہ منگاتے ہیں تماشا دیدنی ہوگا
یہ کس گلزار خوبی کی سواری آنے والی ہے؟
گری ہو اس بہ حب تر ہو نگاہ ناز کی حبلی

کہ پہنچاتی ہو منزل تاک میں دوری ہو منزل کی
کہ قوت آزمانا ہو اسے بازو سے قاتل کی
وہیں سلی ہے ناعق جستجو اس کے محل کی
چلیں گی دونوں ہی جانب سوا ب چوٹیں مقابل کی
چمن میں آج کیوں یہ دھوم ہو شور و عناد کی
ترپ شاید ہی اب تا حشر جائے تیر ہو سہل کی

وہ سر سے پاؤں تک جکڑا ہوا گیسو مسلسل
سر محفل دل سوزاں کو میرے کیوں نہیں رکھتی
کہا جب میں نے عاشق ہوں جھوٹے ہونے کو بولی
دل اغیار کے خوش کرنے کی فرصت انہیں کب ہے

دیگر

نہ نکلی ورطہ اندوہ سے کشتی مرے دل کی
چھری سی چل گئی اُس وقت خود چھپتی قاتل کی
اڑائے پھرتی ہر مجھ کو ہوائے شوق منزل کی
بت مغرور نے آئینہ کو پتھر پہ دے مارا
اُدھر باد مخالف اور اُدھر دریا میں طغیانی
اگر عاشق اُدھر سپا سیا ہے آب تیغ قاتل کا
ابھی تو کھیل سہیا ہے مگر اے دل! تجھ کو دن
کہیں کیونکر کہہ کر لیج میں اپنے تنہائی
مری جانب کیا کرتا ہے وزیدہ نظر کوئی
سنا تا ہوں اگر میں حال دل اُن کو تو کہتے ہیں
تمنا کے وصال یار نے رنجور کو مارا

ترے دیوانہ کو حاجت ہی کیا طوق و سلاسل کی
کہ اُسکے ہوتے کیا حاجت میری جاں شمع محفل کی
ٹھہر جاؤ کہ ملتی ہے سزا اس زعم باطل کی
خبر وہ آہ! کیوں لینی لگے رنجور بے دل کی

رہی دل ہی میں دل کی آرزو آغوش ساحل کی
بوقتِ ذبح جب بھی نگاہ یا س بسمل کی
مجھ پر وہی کیا دشواری قطع مراحل کی
نظر آئی جب اُس میں شکل اک مد مقابل کی
نظر آتی نہیں اب خیر۔ اپنی کشتی دل کی
تو پیاسی خون عاشق کی اُدھر ہے تیغ قاتل کی
جھنکا نیلگی کوئیں۔ یہ چاہ اُس زہرہ شمال کی
کہ ہر مونہس ہماری اس جگہ بھی یاد قاتل کی
نظر آتی نہیں اب خیر سنے میں مر دل کی
مجھ کو معلوم ہر ساری حقیقت آپ کے دل کی
مٹا نقش وجود اس کا ہوس میں نقش باطل کی

خدا کا دربار مشیروں سے پاک ہے

۱۶۲

گر میں ہوں گنہگار وہ ہے عفو

عیبوں سے بھرا میں ہوں تو وہ ہر ستار

ابوالصواب جناب محمد حنیف علی صاحب رعب قریشی انصاری

گلستاں آفریں تھی گلفشانی جونِ بل کی
نہ کام آئی عطا کوشی کسی کے فیض شامل کی
امید افزا ہر تمہید شہادت شوق بسمل کی
خوشامیرے دل سوزاں کی بیتابی کا ہنگامہ
کمال عشق نے آئینہ داری حسن کی پائی
خدا کے واسطے سخت جانی کیا قیامت ہر
ہوئے چپے اغہا کو دل کا جلوہ دیکھنے والی
تری راہ طلب میں جز طلب طلب نہیں اپنا
مرا رنگ خموشی ہے کہ ایک آئینہ حیرت
مبارک جوش سرگرمی برائے حرم اندوڑی
نمائش ناز کی اور آئینہ پیشِ نظر رکھ کر
اٹھ پر وہ کہیں ٹوٹے طلسم پیکرِ مستی
تماشا تھا حری حویت نظارہ کا عالم
نہیں دشوار چنڈاں قید آب و گل سو چھٹ جانا
ترے غم نے کیا ہو نعمت کوین سے فارغ

بہار آگیں ہر زلینی فضا کے کوئے قاتل کی
قسم کھاتی ہر ناکامی بھی میری واسعی باطل کی
رگ گردن کے کہنے میں ادا ہو تیغِ قاتل کی
یہی اک شمع ہے گرمی ہر جس سے تیری محفل کی
نہ میری طرز خود بینی نہ حیرانی مرے دل کی
کہ مجھ سے روٹھی جاتی ہے تراکت میری قاتل کی
کہاں میرے گلستاں میں نوا سنجی عنادل کی
بھلا یاد دل سے منزل کو خوشی نے قطع منزل کی
مری بزمِ تصور ہے کہ تصویر اس کی محفل کی
چمکنے کو ہر قسمت آرزوئے برق حاصل کی
کوئی دیکھے کدشِ تجھ سے تریہ مقابل کی
حجاب حق میں رنگ آمیزیاں اس نقشِ باطل کی
مجھے اٹھو اسکے رونق تو نے کھودی اپنی محفل کی
تن آسانی ہے سدا راہ اپنی حلِ مشکل کی
بھلا کیا تجھ سے مانگے سیرِ تیرے سائل کی

جناب رعب کی تقدیر اور تجھ تک پہنچ جانا

کہ مرے صفاقِ قصہ کا عنایت شوقِ کامل کی

دکھائی ہم نے گرتا شیر آہ و نالہ دل کی
لے جاتے ہیں دنیا سے تمنا وصل قاتل کی
پڑا تھا ہاتھ کیا اوجھڑا لے قاتل عالم
نہ برائیں نہ نکلی ہیں نہ نکلیں گی کسی عنوان
جو آتے ہو تو آجاؤ خدا را اب نہ تر پادو ،
ربانی بعد مردن عشق سے ہم کوئی رضوان

رہیگی پھر نہ بنیاد آسمان ہفت منزل کی
ہماری جان نکلی پر نہ نکلی آرزو دل کی
کہ مرنا ہے نہ جیتا ہے عجب حالت ہو سہل کی
تمنائیں مرادیں آرزوئیں حسرتیں دل کی
ہجوم شوق دارماں میں عجب حالت ہو اہل کی
بڑی مشکل سے طر آخر کو پہنچت منزل کی

جناب عبدالقدیم صاحب جعفری قلم اردو اسٹنٹ پور ڈرافٹ انز امرس کلکتہ

یہاں شوق شہادت میں ہے حالت غیر سہل کی
تن بے دل ہو پیوند زیں کو چہ دلبر
قدم راہ محبت میں نہیں کچھ کھیل ہے رکھنا
کمال حسن پر ہے نازیبا مہ جبالوں کو
شاور بحر الفت کا لے کہتے ہیں ہم لے دل
حسینوں کی محبت ہی کرے کیوں کوئی لے ناصح
کبھی تیر نظر بر سے کبھی تیغ ادا چسکی
دل خود دوسرے کھائیں ٹھو کریں لاکھوں مانہ میں
بلاتے ہو قدیم خستہ کو پھر بزم عشرت میں

وہاں ہوتی ہے صقیل آج تک تلوار قاتل کی
خداوند پس مردن یہ نکلے آرزو دل کی
خبر ہے حضرت دل آپ کو دوری منزل کی
بگڑ جاتی ہے دو ہی دن میں صورت ماہ کامل کی
تلاطم میں بھی جس کو یاد آتی ہو نہ ساحل کی
دل بیتاب میں طاقت اگر ہو ضبط کامل کی
رہے سرسبزیوں قاتل زراعت زخم سہل کی
مگر غفلت وہی ہو آج تک بدست غافل کی
طبیعت بدمزہ کر دے نہ رو کر اہل محفل کی

مرزا مقبول حسین صاحب مقبول کاکتوی تلمیذ جناب نشتر چھپروی

نہ نکلی دل سے یاد لے حور پاک تیری محفل کی
تمہیں کو چاہتا ہوں میں تمہیں پر جان تیا ہوں
نہ نکلی دل سے یاد لے حور پاک تیری محفل کی

بہار باغ جنت دیکھ کر وحشت بڑھی دل کی
بگڑ جاؤ کہ خوش ہو ہات منہ پر آگئی دل کی
بہار باغ جنت دیکھ کر وحشت بڑھی دل کی

مرد کے جذبہ دوست نہ سحرایا دانا ہے
تسلی کے لئے تم نے تور کھانا تھ سینہ پر
تجھے بھی کر دیا سو آئینہ کے عکس نے حیران
بہانا اشک غم اور سوز رشک غیر صحنہ
مرا مولا ہے جب مشک کشا اپنے غلاموں کا

بہا تھ کسی اہل پوانہ کی لڑیاں سلاسل کی
یہاں پہلے سے بھی کچھ بڑھ گئیں بیابان کی
بڑھی ہیں شوخیاں تجھے بھی کچھ تیر و بل کی
تری محفل میں قسمت ہم نے پانی شمع محفل کی
تو پھر کیا فکرے مقبول مجھ کو صل مشکل کی

بچ

جناب سید حمید حسن صاحب نشاط امر وی از کلکتہ

صفِ مرگاں کے آگے کیا حقیقت اک مرو کی
وہ کیا جانے کہ نکلی یا نہ نکلی جان بسمل کی
نہیں کرتے کبھی پوری وہ کوئی آرزو دل کی
سب اس کو دیکھتے ہیں مجھ سے دیکھا نہیں جاتا
نہ آنا تھا دم رحلت بھی سیر پاس جب آنکو
جناب شیخ کا بھی دل بھر آیا۔ انتہا یہ ہے
بہت ہی سُنہ بنایا۔ کہد یا جاہل اگر میں نے
نماز و روزہ سو انکار کس کا فر کو ہے زاہد
اثر دیکھے تو لیلیٰ دشت میں مجنوں کی حشت کا
نہ سُنہ آشیخ کے اے دخت رز کیا ہو گیا تجھ کو
سوار کشتی عمر رواں کچھ ایسے غافل ہیں
مقید کر دیا صیاد نے فصل بہاری میں
نہیں آرام دم بھر کو۔ بھلا کیا لطف آزاہد

طرائی کا مزاج ہے کہ چوٹیں ہیں مقابل کی
ابھی نام خدا۔ سو ابتداءے مشق قاتل کی
مگر ہے بدعا اسکو کسی درویش کامل کی
الہی کیونکر آنکھیں بند کروں اہل محفل کی
تو پھر کیوں وعدہ کر کے مفت کھوٹی میر تری کی
غم پیر مغان میں دختر رز اس طرح بلی
تو ہی انصاف کرنا صبح کہ یہ باتیں ہیں عاقل کی
مگر مہلت بھی دے ہم کو کہیں کثرتِ شاغل کی
بنی ہو سُرْمہ چشم غزالاں گزر محفل کی
نہ وہ تیری برابر کا نہ تو اس کے مقابل کی
نہ اندیشہ ہے لنگر کا نہ انکو فکر حاصل کی
کلیجہ شق کے دیتی ہیں آوازیں دل کی
اگر اتنی ریاضت کر کے جنت تو نے حاصل کی

نشاط اس سے نہیں شوار کچھ تیری طرح اک دن

کے

جناب مولانا رضا علی صاحبہ حضرت ازاد اللہ

یقین نامرادی پر بھی حالت ہو چل کی
توجہ کے جو قابل ہو حقیقت کیا مرد دل کی
کیا ہو مجھ کو جس تو نے اے ہمدردی دل کی
کہا کس نے کہ پابند ادب کے شوق ہو جانا
تلاطم تھا بہت، موجیں بہا کرے گئیں مجھ کو
مری سہمی کی کیا ہستی گرے دیدہ بینش
قدم اٹھتے ہیں بیتا باندہ نظریں بھی پریشان ہیں
بچا نا چشم بد سے اے خدا اس شمع محفل کو
ہمارا نالہ سوزوں ہو جس کو شعر کہتے ہیں

تمہیں سو چاہتا ہوں، ادا ہونے سے پہلے کی
تری برق نظر کو جس تو نے کس کے حاصل کی
نہ غم ہو بعد منزل کا نہ عنایت قرب منزل کی
یہی آخر ہوا دل میں تمنا رہی دل کی
وگرہ آرزو تھی کس مزد و دشمن کو سائل کی
ذرا رنگینیاں تو دیکھنا اس نقش باطل کی
خبر دیتی ہو خود میتابی دل قرب منزل کی
نظر پڑتی ہے اس پر ہر طرف سے اہل محفل کی
غزل کی شکل میں ہوتی ہو رشتہ گفتگو دلی

آنکھیں کے لو

رضی بصرات کی جملہ خرابیوں کو گھر بیٹھے دور کر لو مت خیال کرو کہ نظریں بعید نظریں کمزوری نظر کا علاج
صرف چشمہ ہی ہے یا یہ کہ موٹیا بند پڑاں، آشوب رو، سرخی دھند پھولا ناخونہ سیل وغیرہ وغیرہ کو چھڑ چھاڑ
جرحی آپریشن یا اندرونی و بیرونی ادویات کی زحمت کے صحت نہیں ہو سکتی یہ خیال بالکل غلط ہو آہ اکیٹا
آنکھوں کی تمام معلومہ امراض کا اکیلا کامیاب مستقبل قدرتی طریقہ علاج ہے آنکھوں کو قدرتی حالت میں لانے
اور رکھنے کے واسطے اس کی بہتر علاج اور کوئی نہیں قیمت فی آلہ صرف ۵ روپے علاوہ خرچ محض و لڈاک وغیرہ
مقرر ہے مفصل حالات بتانے والی کتاب موسومہ پر وقیر ولسن صاحب کار سالہ امراض معقول سندات
بحوالہ اخبار کے پر منت ہر ایک شخص کو ارسال ہوتی ہے انسان کو نسیاں کام میں ضروری لاحق ہوتا ہے
مطلب کی بات جلد بھول جاتی ہے ابھی خط لکھ دو۔

جناب چودھری بنسی دھرم صاحب برادر فوٹو گرافر تلمیذ جناب یاس

نہ نیوں آنسو بہا سے خون کو تلوار قاتل کی
زکوۃ حسن بوسہ دو یہی ہو آرزو دل کی
قسم ہر محنت جانی بچھ کو اُسکے دست باز کی
درم ہر داغ دل آنسو ہی تی لعل بخت دل
سنگھاؤ مخوف ہر وقت اُسکی زلف مشکیں کا
یہ مقتل بزم ہو وہ تشنہ آبِ باقی ہو قاتل
جو وہ شجر بکف نکلا تو پہنچو سر بکف تم بھی

عجب کچھ دلگداز و دلشاکن حالت ہو بسمل کی
گروہ پر خدا پوری تمنا اپنے سائل کی
نہ وقت قتل نہ موت سے کہیں شفیق قتل کی
محبت میں یہی سہل دیکھتے ہیں حاصل کی
یہی تدبیر ہے چارہ گرد بیمار غافل کی
بجھا دے جلد آبِ تیغ کو اب پیاس بسمل کی
چلو برادر چلو سیر دیکھیں کوئے قاتل کی

جناب راضی ز میری مایہ روزی

کبھی جو وہ نہیں تو ہم سنائیں داستانِ دل کی
تعمیل بھی تو ہم میں صبر بھی کرنے میں سختی پر
ہر اقلب اک رشک قمر کا ہے حبِ لوفغانہ
کبھی کے ناز و شوق کبھی کیا یاد آتے ہیں
ہر افسانہ بھی اُن کے لئے گویا تماشہ ہے
ہر صفا ہے شوقِ ہوا کے اب انکے تفاعل سے
سوار کشتی طوفان کا وہ ڈوبنا اچھا
خدا ہی جانے اس بخشش کا کیا انجام ہونا
نشانِ ناقہ ریشمی اگر محبوں کو مل جاتا

نہایت بنسی کی کشمکش کی سختی کی
صفت ایک سرا ہو اور کیا انسان کامل کی
ذراک تو صیغہ کیا کرنا ہے ماہ کامل کی
ظلموں پر دیکھتے ہیں جب کبھی شورشِ خدا کی
وہ کہتے ہیں تڑپ ہم بھی ذرا دیکھیں گے بسمل کی
الہی خیر عویش آپڑی ہیں یہقتابل کی
کرنت سر پہ ہو اُس کے سکسار ان ساحل کی
ہوئی ہو ترک اب تو رسم بھی رسلِ برائل کی
تو پھر عالم میں یہ شہرت کبھی ہوتی نہ مجمل کی
میں ہوں لکھنا

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیدا ہیڈ ماسٹر انجمن ہدایت الاسلام ٹاؤ

۲۱

یہی ہر دم دعا ہے ہر دمان زخم بسمل کی
کروں عرض تمنا کیوں میں اپنی بات کیوں
وردے آہ۔ ہاں اے سوز دل اتنا اثر دکھلا
تمہیں ہو مدعا اس کا تمہیں سو مانگتا ہو وہ
خدا وہ دن کرے سیراب ہوں میں اسکا پانی سو
ترا حرف تسلی تھا کہ نہ شتر تھا کہ جاو و تھا
پھر نگے جب ہمارے دن ہیں وہ خود بلا لیں گے
یہ ان کی مہربانی ہو یہ سیری نصیبی ہے
نوید موسم گل سے بھی جی اب خوش نہیں ہوتا
وہ کیوں اٹھے رُک و رسی۔ وہ کیوں جا۔ کہاں جا
یہ اچھی دوستی تھے بنا ہی اپنے مشید اے

خدا رکھے اسے کیا بات ہو شمشیر قاتل کی
کبھی مانی ہو جواب مان لو گے تم مری دل کی
ہی ہو ان کے دل کی بھی جو حالت ہو مری دل کی
نہیں پوری کرو گے آرویں اپنے سائل کی
چمکتی ہو مری آنکھوں میں بجلی تیغ قاتل کی
برطحا دیں اور بھی بیتابیاں حد سو سواد لکی
ضرورت کچھ نہیں تقدیر کے آگے وسائل کی
بھیہ سکتے ہو اور وہ پوچھتے ہیں آرزو دل کی
قفس میں رہو رہو سنگیں مٹ گئیں دل کی
کر لگی یہ گوارا کب حیت تیرے سائل کی
قیامت کی۔ مٹا دیں سب میدان کھلم دل کی

جناب منشی محمد اسماعیل صاحب طاہر نگینوی

۲۲

عبار آسا اڑاے پھرتی ہے وشت مجھ دل کی
نہ جائے یا الہی تاقیامت یہ طیش دل کی
بکھنے کو تو کلیگی کسی دن آرزو دل کی
الہی موت آئے یا کہ جائے بکلی دل کی
تجلی وادی امین ہو اے موسیٰ لگی دل کی
تجھے معلوم کیا ہے لذت عشق بتاں و غطا

بگولابن کے جاتا ہوں گلی میں اپنے قاتل کی
نشانی سینہ سوزاں میں ہو یہ میری قاتل کی
ستم تو ڈھارہی ہے بیرخانی آج قاتل کی
کوئی صورت تو پیدا ہو ساری حل مشکل کی
حقیقت کیا ہو سوز دل کے آگے شمع محفل کی
کوئی مجنوں سے پوچھے منزلت لیلی سے محفل کی

غزور حسن یاں تم کو اجازت گر نہیں دیتا
 انہیں ہر عشق گل میں بھی شمار روئے زیبا ہوں
 بہر عشق بے پایاں دل انگذیم بسم اللہ
 خدا جانے جنوں میں بکے ہا ہوں آج میں کیا کیا
 ہجوم آرزو ہے شوق وصل دید و بسر میں
 صبا جا کر در روضہ پہ اتنا عرض کر دینا
 بلائے تیری صدقے لیے دیوانہ کو یثرب میں
 تمہیں کہتے ہو لا تہر تہیں اغماز کرتے ہو
 تصدق روئے انور کے چھپا لو اپنے دامن میں
 نہ لے شور غم تو سمعہ محبوب تک پہنچا
 خدا شاہد غلام سید السادات ہے طائر

مری جاں حشر میں تو تم سنو گے اپنے بسمل کی
 چلو اب خوب گذریگی ہماری اور عنادل کی
 خدا ہی آبرور رکھے تو رکھے جذب کامل کی
 یہ دیوانہ کی بڑے یا تعلی مرد عاقل کی
 بلائیں لیتی ہیں نظریں کسی لیلیٰ کی محفل کی
 خبر لیجئے خدا را یا نبی گم کردہ منزل کی
 کٹے کچھ تو مصیبت کچھ تو نکلیں حسرتیں دلی
 نکلنے کیوں نہیں دیتے ہو حسرت اپنی سائل کی
 روئے پاک مجھ کو بھی اڑھا دو تم منزل کی
 خوشائے آہ کیا اچھی رسائی تو نے حاصل کی
 خدا نے جس کی خاطر آیتہ تطہیر نازل کی

جناب منشی احمد حسین صاحب قمر بریلوی تلمیذ جناب میخود دہلوی جانشین داغ

نہ چھوڑیگا مجھے نیت کہے دیتی ہر قاتل کی
 اٹھا لو آئینہ، آؤ ادھر رخ سے نقاب الٹو
 وہ کانپے ہاتھ آئینہ گرا وہ لیجے غش آیا
 جو آئینہ میں ہر تیری طرح مغرور ہو وہ بھی
 جسے دیکھو وہ ہی دشمن نظر آتا ہے مجنوں کا
 تمہیں تو کیا کہوں واعظ تمہاری عقل پر رو
 ترے قانون کی کب تھی جارہ گردوانگی میری

خطائے ضبط دل جرم و فاسد اور شامل کی
 دکھا دیں لاؤ اک تصویر تم کو حسن کامل کی
 وہ دل پر چوٹ کھائی اپنے مد مقابل کی
 ذرا سینھلے ہوؤ رہنا یہ چوٹیں ہیں مقابل کی
 عبا وشت پردہ داریاں کرتا ہے نخل کی
 کہیں حوریں بھی ہوتی ہوں گی اس شکل شائل کی
 محبت ہو گئی ہر خود میرے دل کو سلاسل کی

ذرا بچے ہوئے دکھو تماشا تم ترپنے کا
تمر کے نقش پاک بھی پتہ دیتا نہیں صحرا

مٹوا دو ریک آئینگی پھینٹیں خونِ بہل کی
اگلی ٹہنی ٹھکانے کیسا کہیں گم گردہ منزل کی

جناب شوکت حسین صاحب مفتوں اٹا وہ

اپنی کچھ گلے پر جب پڑی تلوارِ تال کی
تعجب کیا پچھا اور جان کہ عشاق کرتے ہیں
کیا گھر سب سے صد چاک میں ہو کس کے ناک سے
نہیں خالی اثر جاتا ہر پروانوں کے جلنے کا
نہیں ممکن اثر ہو کچھ نہ میری بفراری کا
گرفتار بلائے دام گیسوئے مسلسل ہے
جائیں آپ شرب میں شہا اب اپنی مفتوں کو

نگاہ یاس تکتی رہ گئی حسرتِ سوسل کی
بلا میں جب فضا لیتی ہے تیغِ دستِ قاتل کی
کسی پہلو سے جاتی ہی نہیں یارب کھٹکے لکی
جلا کرتی ہو دل ہی دل میں شب بھر شمعِ محفل کی
انہیں لے آئیگی خود دیکھنا مجھ تک کششِ دلی کی
ترے دیوانہ کو حاجت نہیں طوق و سلاسل کی
یہی میری تمنا ہے یہی ہے آرزو دل کی

جناب مولوی حمید الدین صاحب خیر حسین ازبہاول

یہ کون ٹھو تماشا ہر نگاہِ نازِ تال کی
پسند آئی ہے جسے شکل اُس نے ہر ٹال کی
تم ہی پر بس نظر پڑتی ہے سب کی بزمِ خواب میں
گلے ملی ہیں پھولوں ہو نہیں کچھ خوفِ کانٹوں کا
ستارِ زیادہ نہ ظالم دردِ منداںِ محبت کو
مجھے ہے جذبِ الفت دعا کہ گئے ہی اپنی یاد
خونگ ناز کے آتے ہیں اہلِ چل چلکیں رہیں
مجھے ڈر ہے کہیں اب فتنہِ محشر نہ برپا ہو

پسند آئی ہیں کیا اسکو ادائیں قصِ بہل کی
ہوئی حالتِ خرابِ اسوقت سے ہومِ مہرول کی
خدا کے کئے تمہارے دم سے ہی رونق ہو محفل کی
یہ شوقِ وصل میں جاں بازیاں دیکھو عناول کی
کہ پرتا شیر ہوتی ہے دعاِ مظلوم کے دل کی
جھٹکتا پھر رہا ہوں راہ میں بھولا ہوں منزل کی
گلے ل گلے رخصت ہو رہی ہیں حسرتِ لکی
نظرِ دلی ہوئی ہو آج اُس سفاکِ قاتل کی

کلام عیسیٰ طرح

پر کترنے کو لگی ہیں قنچیاں دیوار پر

جناب منشی ظہور الحسن خاں صاحب اظہر شاگرد جناب بر باد مراد آبادی

ہنس کے کہتا ہوں دہانِ جسم تن ہر وار پر
جب کہا فقروں میں رکھتے ہو تو یوں ہنسر کہا
روز ہے کیسا تمہیں یہ شکوہ در و جگر
خرمن ہستی مری کیا برقِ غم نے پھونک دی
باغبان یہ بھی شکوفہ خالی از علت نہیں
غیر کا کہنا کبھی ٹلتا نہیں ملتا نہیں
جھ کو فروئے قیامت پر بھی ٹالو غم نہیں
میری چاہت نے اے مشہورِ عالم کر دیا
دیکھے سنگامِ کشتن کیا نئے سامان ہیں
حشر اٹھتا ہر وہ جب جاتا ہے بزمِ غیر میں
ایک دو باتیں بنا کر اس کو راضی کر لیا
لاکھ سرِ صدقے گردنِ قاتل تری تلوار پر
یہ وہ فقرے ہیں کہ چلتے ہیں ہر اک ہشیار پر
ہو گئے ہو تم بھی شہید کیا کسی عیار پر
بجلیاں اک دن گہینگے خانہٴ اغیار پر
رکھ دیے ہیں آج منہ ساری گلوں کے خار پر
میں کہوں گر کچھ تو آمادہ ہوں وہ تکرار پر
زیست ہو میری تمہارے روز کے اقرار پر
اشتہارِ عشق چسپاں ہیں درو دیوار پر
تیر پر ہے تیر اور تلوار ہے تلوار پر
فتنہ ہوتے ہیں تصدق یار کی رفتار پر
خوب چمکے چلیکے اظہر بت عیار پر

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیراہیڈ ماسٹر مدرسہ انجمن ہدایۃ الاسلام ٹاؤن

مے جھک کر اگر یہ تیغ و تال کی تمنا ہے
گلے اُس سے مے یہ تیغ قاتل کی تمنا ہے
کیا ہے قیدے صیادِ ظالم موسمِ گل میں
لگاؤ ہاتھ لے قاتل کہ دل کا حوصلہ نکالے
تو بسم اللہ کیا کہنا یہی دل کی تمنا ہے
کرے وہ جان کو قرباں یہ سہل کی تمنا ہے
ملائی خاک میں تو نے عناد دل کی تمنا ہے
اس اوچھے واسے بچپن سہل کی تمنا ہے

جناب خضر سے بھی ملقت اصلاً نہیں ہوتا
 نہیں کرتا توجہ کوئی بچاری کے رونے پر
 بنے تو شمع محفل اہل محفل تیرے پروانے
 نہ آنکھوں سے نہاں ہو تم نہ پہلو سے جدا ہو تم
 نہ آئے آبرو پر حرف یہ ہے عقل کی خواہش
 وہ کہتا ہے گا خود کاٹ لو اور نام ہو میرا
 دم آخر ہو اس کا نام لب پر دل میں یاد شکی
 نہیں خواہش بلائے وہ مجھ پر ایمان خودائیں
 سمجھ لو سوچ لو تم دلیں مطلب اپنی شیدا کا

انھیں معلوم کیا گم کردہ منزل کی تمنا ہے
 کوئی پرساں نہیں کیا شمع محفل کی تمنا ہے
 یہی سب اہل محفل اور محفل کی تمنا ہے
 یہی آنکھوں کی خواہش ہے یہی دل کی تمنا ہے
 ذلیل و خوار ہو یہ عشق کامل کی تمنا ہے
 زمانہ سے زالی میرے قاتل کی تمنا ہے
 یہی ہو آرزو دل کی یہی دل کی تمنا ہے
 نہ جائے بات جذب لطف اہل کی تمنا ہے
 تجاہل سے نہ بوجھو کیا ترے دل کی تمنا ہے

علیہ جناب پرنس نوشیرواں جاہ بہادر عا دل از گلستانہ

غزل

نہیں یہ خاکِ پالے قاتل بے پیر چکی میں
 اٹھائی جب مصوّر نے تری تصویر چکی میں
 مسل ڈالے ہیں تو نے سیکڑوں دل آن لادیں
 قیامت کی کشش ہے لے پری گفزار میں تیری
 لگی اک آگ سینہ میں پھنکا دل رشک کے ماری
 عروج آہ سے میری ہوئے ہیں اس قدر خوف
 افاد غش سے ہوتے ہی ہوئی پیغمبری حاصل
 توجہ گر ذرا بھی ہر تجھے لے غیرت عینی
 قیامت کی اداسے آئے ہیں وہ قتل عادل کو

چلے ہم لے کے کوچہ سے تری اکسیر چکی میں
 مثال شمع پیدا ہو گئی تصویر چکی میں
 کہاں سو آئی یہ طاقت بت بے پیر چکی میں
 مقابل جو ہوا اس کو کیا تہخیر چکی میں
 چلا مانی لے جب یار کی تصویر چکی میں
 ملک بھٹکے ہوئے ہیں عرش کی زنجیر چکی میں
 پھری کیا حضرت موسیٰ کی بھی تقدیر چکی میں
 مری صحت کی ہو جائے ابھی تدبیر چکی میں
 کہاں ہو دوش پر ترکش کمر میں تیر چکی میں

جناب شہر رفیق محی خاں شہر رفیق قاتل کچھ مگر کوہِ زنجیر سے ادا لے بیٹم تلو مزارِ نوح

خامشی آٹھ پھر کیوں یہ رہا کرتی ہے
 ہائے کس وقت وہ آئے ہیں عیادت کیلئے
 پھر تو آرام سے سونا مجھے حاصل ہوگا
 خاک تھا خاک میں بلبل کے نہوتا کیوں خاک
 اب نہ وہ مجھ پہ کرم نہ عنایت کی نگاہ
 تجھ کو چھوڑینگے سلامت نہ کبھی نارِ دل
 اے رفیق آتے نہ ہرگز کبھی راولپنڈی

کس لئے اپنے میا ختمہ پن چھوڑ دیا
 جب مری روح نے گھبرا کے بدن چھوڑ دیا
 میں نے گر عشق بت سیم بدن چھوڑ دیا
 جسم لاغری پس مرگ کفن چھوڑ دیا
 دفعتاً تو نے تولے عہد شمس چھوڑ دیا
 گر مری آہ نے اے حیرت کہن چھوڑ دیا
 ہم نے بے مہری گردوں کو وطن چھوڑ دیا

جناب منشی ممتاز حسین صاحب ممتاز شاہ بھانپوری مقیم پونہ از بزم سخن راولپنڈی

صرف اپنے دل بیتاب کے بہلانے کو
 شہر میں چین نہیں ملتا ہے دیوانے کو
 رخت ہستی نہ کرے چاک کہیں وحشت میں
 رشتہ زلف مسلسل میں تو جکڑا ہر مجھے
 ہے بقارہ محبت میں فنا ہو جانا
 شمع کی آتش الفت نے جلا کر کیا خاک
 غمگسار اور تو کوئی بھی نہیں فرقت میں
 میری جان آپ کو اللہ سلامت

جاتا ہوں کوچہ قاتل کی ہوا کھانے کو
 جا کے آباد کرے گا کسی ویرانے کو
 رشتہ زلف سے کس دستبند دیوانے کو
 کس لئے آئے ہیں پھر بڑا مہینا
 زندگی کہتے ہیں اس طرے سے مرجانے کو
 ایک لمحہ بھی نہ جیہ دیا پروانے کو
 یا درد تیرا دل میرا بہلانے کو
 مرنے دو ان کو جو ہیں آپ پہ مرجانے کو
 خاک میں مل کے ملا اوچ یہ دیوانے کو
 جلد آجائے جو کہتی ہے قصائے کو
 اب کوئی دق سے ذقت کی ملا آنے کو

دوست پر باز بہار،
 روئے رنج و اہم سے مراقصہ ہو پاک
 وصل کہ شمع و ممتاز خشت سے گزری

سبب اس کا نہیں کھلتا ہوئی ہو کیا خطا کج
مجو محفل میں اپنی دیکھ کر بولے تجاہل سے
اوہر ہم سخت جاں ہیں اور اوہر مانع تراکتی
کوئی دم بھی نہ بتیابی ہمیں جب صہین لینو دے

بتاؤ تو سہی ناراض مجھ سے میری جاں کس ہو
تمہارا کام کیا ہے آج تم بیٹھے یہاں کیوں ہو
رگ گردن پہ میری خنجر قاتل رواں کیوں ہو
تو پھر اپنا یہ راز عاشقی برکت نہاں کیوں ہو

جناب قاضی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیر میرٹھی تلمیذ جناب اثر و مضطر

جو الفت ہو تو پھر اندیشہ سود و زیاں کیوں ہو
کھینچے ہو کس لئے آزدہ مجھ کو میرے جاں کیوں ہو
نظر سے چھپ کے تم دل میں ہا کرتے ہو بے پردہ
بنایا گرنہ تم نے میرے خط کو نقش رسوائی
مکرش رہے ہو اور پھر نفرت بھی کرتے ہو
تھکے بازو تو جھنجلا کر مٹھے اور پھینک کر خنجر
مزا اس دید بازی کا جو ہو ظاہر اور باطن
تصور میں جو آن سو خواہش دل کو کیا ظاہر
ظہیر اچھی غزل لکھی عدیم الفرستی میں یہ

جو پہلو دل سے خالی ہو تو پھر قلب میں جاں کیوں ہو
گلے لگ جاؤ بس جانے دو آخر بدگماں کیوں ہو
جو تم پردہ نہیں کرتے تو پردہ درمیاں کیوں ہو
تو بتلاؤ یہ راز آخر جہاں میں پھر عیاں کیوں ہو
بری ہو داستاں میری تو محموداں کیوں ہو
وہ کہتے ہیں کہ توبہ کوئی اتنا سخت جاں کیوں ہو
تصور میں عیاں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو
موزنایا تصور بھی ہمارا راز داں کیوں ہو
ہیں کافی شراب تم مائل طول ہیاں کیوں ہو

جناب محمد عابد علی صاحب عابد تلمیذ حضرت تاجراز بزم سخن راولپنڈی

اسیر حلقہ گیسو جہاں میں شادماں کیوں ہو
ستم کا ایسی بھولی بھولی صورت پر گماں کیوں ہو
اٹھے شمشیر کیوں مقتل میں میرا امتحان کیوں ہو
نزلے ان کے غریب ہیں انوکھے ناز انکے ہیں

خدا جب عیش دے تو آنکھ سے آنسو رواں کیوں ہو
کوئی کیوں نہ کر کہے بیدا گر جان جہاں کیوں ہو
جو طو نازک ہوا سکے ہاتھ سے خنجر رواں کیوں ہو
وہی ایسے نہیں تو روز خون عاشقاں کیوں ہو

ہماری طرح سے یہ عمر وہ تم کو بھی کر دیگا
 نہوگی مگر تو چشم مست ساقی مست کر دیگی
 زمانہ جانتا ہر بت ہوا کرتے ہیں پتھر کے
 ملے دم بھر میں پیدا ہو کے طفل اشک بستی میں
 یہ باتیں پیار کی کرتے ہو کیوں میدان محشر میں
 جو ان کو مہرباں پا کر کہا دیدار کب ہو گا
 فلک ظالم پرانا اور تم ہونا زمین کم سن
 ہوئے ہیں جتنے صد مگر ہجر میں سب بھول جاؤں گا
 جناب ہجر سے فخر تلمذ مجھ کو حاصل ہے

ہمارا دل اڑا کر دل ہی دلیں شادماں کیوں ہو
 کوئی مے کے لہو منت کش پیرمیاں کیوں ہو
 کوئی آگاہ ہو کر مائل من بتاں کیوں ہو
 جوانی جس کی قسمت میں نہو پھر وہ جواں کیوں ہو
 مجھے اس بات کی حیرت ہے ایسے مہرباں کیوں ہو
 کہا ناداں ہوا ہے عرصہ محشر یہاں کیوں ہو
 مگر جو روح جفا میں ہم خیال آساں کیوں ہو
 اگر وہ مجھ سے اتنا پوچھ لینگے ناتواں کیوں ہو
 جدا اس رنگ سے عابد مرا طرزیباں کیوں ہو

جناب بابو عبدالرشید صاحبک پشاور سی انڈیئم مین صدر اولپنڈی

ترے دل میں کہاں سے آگئی تاثیر پتھر کی
 خدا کا گہر بنا ناہر توں کو دل میں رکھتا ہوں
 بتو! دو ہی جگہ ہیں ایک کعبہ ایک میرا دل
 ہمارے صاف دل میں جم گیا نقشہ کسی بت کا
 مرے مرقد پہ آئے اور چو مانگ تربت کو
 بہت کی جہیہانی پر مٹا لکھا نہ قسمت کا
 نصیبوں میں ہماری برگ بس پتھر ہی پتھر ہیں

دہن نازک، دباں نازک مگر تقریر پتھر کی
 یہ سننا ہوں کہ نچتہ ہوتی ہے تعمیر پتھر کی
 جہاں پر صے بڑھ کر ہوتی ہو تو قیر پتھر کی
 اتر آئی ہو آئینہ میں یہ تصویر پتھر کی
 زہر قسمت زہر طالع زہر تقدیر پتھر کی
 میری تحریر پیشانی بھی ہو پتھر پتھر کی
 ملی ہو آج دیکھو طرح بھی بے پیر پتھر کی

ایک علی ادبی ماہوار رسالہ جس میں مضامین نظم و نثر جدید و غزلیں لطائف
 و ظرائف، دنیوی و گاہی، نظم و نثر، حیات و غیرہ شائع ہوتے ہیں
 باوجود گرانی کا غزیت صرف ایک روپیہ چار آنے سالانہ نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کے ٹکٹ کے پر مطلقاً رواں ہوگا

شریعت و طریقت

جناب قاضی محمود الحسن صاحب محمود اسرائیلی کوٹہ

ہو کے آزر وہ شریعت نے طریقت سے کہا
موجب فخر تھی میرے لئے ہستی تیری
شاخ پر گل کی طرح خامہ گلینہ مرا
ظلمت جہل کو تنویر "ترا تا نفس"
مرے انجسام میں آغاز چھلکتا تھا ترا
کیوں ترے طرز تغافل کی نہوں شکوہ گزار
طالب "مزد" نہ تھی ہمت عالی تیری
نکبت غنچہ توحید کی آتی تھی مہاکب
اب نہ وہ کرختی و جیلانی و شبلی و جنید
اب نہ وہ بزم نہ وہ شمع شبستان باقی
ہمتیں پست ہوئیں تیرے طلبگاروں کی
رنگ کھلانے لگی نفس پرستی کی ہوس
آہ جس دین نے انسان کو آزاد کیا
آہ جس دین نے دی حسیل کو باطل سے نجات
ڈالی اس دین میں اصنام پرستی کی بنا
تجھ سے تھی گرمی ہنگامہ بازار مشہود
مایہ ناز تھا مذہب کے لئے تیرا وجود
تیرے ہی ذوق سے اک عمر رہا سر بسجود
بستر کنوں کو ترانقش قدم "باب کشود"
یعنی تھی غارہ رخسار ہر اتیری نمود
کہ ہوا جاتا ہر وہ رشتہ الفت مفقود
صرف مقصود حقیقی ہی تھا تیرا مقصود
تیری محفل میں کہاں تھا اثر عبود و عود
اب نہ ادہم کوئی باقی نہ نظامی موجود
نہ وہ ساقی نہ وہ ساغر نہ وہ دور مسعود
ہو گیا ذوق عمل صورت عنقا مفقود
طبع آزاد ہوئی مائل او ہام بنود
آہ اس دین میں آتی ہیں نظر آج قیود
آہ جس دین نے کہیں شرک کی راہیں مسدود
آہ اس دین میں بچنے لگے لاکھوں معبود!!

گوش عبرت سے سن کے طریقت آخر
آب گفتار سے دھونے لگی یوں داغ جمود

میں نے قصیدہ رایتاں کو کیا مستحکم
 اس نفاذہ جو کریں بحر کرم سے میرے
 سقف دیں کے لئے قوت مری پر شکل عمود
 گوہر اندوز ہوں اب بھی وہ مثال محمود

طالب نسل و گہر نیت و گرنہ خورشید

ہمچناں در عمل معدن و کان است کہ بود

تصویر خیال یعنی تواریخ احسن

ہمارے نزدیک شاعر کے واسطے کامل تاریخ گوہر نا ضروری نہیں۔ مگر وہ بھی کیا شاعر جو
 اتحد ہوئے کے حروف اور ان کے اعداد مقررہ تک سے واقف نہ ہو۔

شعرا کو اکثر تاریخ ولادت، وفات تعمیر مسجد و بنائے چاہ وغیرہ اور تاریخی نام نکالنے کی
 ضرورت واقع ہوتی ہے اہل سخن ہو کر جو اتنا کام بھی انجام نہ دی سکے اُس کو بجائے شاعر کے
 تنگ بند کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا۔

”در حقیقت فن تاسیخ بمصداق“ تاریخ بر نیابت تاریخ بر نیاید“ نہایت مشکل فن ہے اس کے
 جمیع صنائع و بدائع پر کما حقہ عبور حاصل کرنا معمولی کام نہیں ”شبہا خون صگر کردن، کوہ
 کندان و کاہ بر آوردن“ کا مضمون پیش آتا ہے۔

اس میدان میں قدم رکھنا بڑی سہیلی اور ذہین طبیعت والوں کا کام ہے سلف کے
 ذی کمال مورخوں نے وہ نمایاں کارنامے دکھائے ہیں کہ آج دنیا بر شاعری میں جسکی نظیر نہیں ملتی
 تاہم اس آخری دور کے ان جگر پاروں میں جو ہمارے شہر کے کیتا تاریخ گو اور مشہور شاعر جناب
 مولوی مرزا محمد طاہر بیگ صاحب طاہر کی خوبی ذہن کا نتیجہ ہیں کچھ کچھ جہلک مارتی ہی باوجود قید
 فصاحت اور زبان کا رنگ پیک رہا ہے۔ ذیل کی غزل مرزا صاحب نے بر طرح۔

بس کے مارچ ہجری برآمد ہوئی ہر بس کا مشاعرہ ریاست بھوپال میں وزیر لکرائی عالیجناب
 منشی محمد عبدالقیوم صاحب نواب و مکر می سید منور علی صاحب اختر و مخدوم منشی محمد عبدالحلیم
 صاحب مہیل ۱۱۔ اپریل ۱۸۷۰ء کو ہوگا تحریر فرمائی ہے۔ یہیں امید ہے کہ نکتہ سزاوار باب سخن
 ان جواہر افکار کی قدر کرتے ہوئے مرزا صاحب کی دماغ سوزی اور جگر کاوی کی داود بنگے دائیڑ

مدہوش پی کے اب تری میخوار ہو گئے ^{۱۸} ^{۶۱۹} جامے نشاط سے سرشار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

مانگا تھا دل کو برسر پیکار ہو گئے ^{۲۳} ^{۱۳} اتنی سی بات کہہ کر گنہگار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

دل کے عوصن میں جو کئی گالیاں ملیں ^{۳۶} ^{۱۳} اُن سے سوال کر کے خطا وار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

بگڑا کسی کا کیا گل رعنا کے عشق میں ^{۳۶} ^{۱۳} رسوا ہیں آج ہاں یہیں خوار ہو گئے ^{۲۵} ^{۱۳}

ذکر رقیب بھی کوئی گالی تھی کیا کہیں ^{۲۳} ^{۱۳} ایک بات تھی وہ درجے آزار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

جو ہر راہ دل ہی کہ بازار عشق میں ^{۲۵} ^{۱۳} جملہ حسین دل کے خریدار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

محفل سواپنی تم نہ اڑھٹا و اجی ہمیں ^{۱۲۳} ^{۱۳} اک شوق ہی جو حاضر دربار ہو گئے ^{۱۸} ^{۶۱۹}

اے دل کرم کی کس سے توقع کرے کوئی ^{۲۴} ^{۱۳} ناشاداب تو یار بھی عیار ہو گئے ^{۲۵} ^{۱۳}

لو آج کل سے اور پریشاں ہیں شیخ جی ^{۱۸} ^{۶۱۹} وہ کیا اسیر گیسوئے حنہ دار ہو گئے ^{۲۵} ^{۱۳}

جو آگے زباں پہ مضامین ہی لے اڑے ^{۲۳} ^{۱۳} بے شبہ دلپذیر وہ اشعار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

طاہر کو اب خدا نے موصخ بنا دیا ^{۲۳} ^{۱۳} یہ مشغلہ عجب ہے کہ بیکار ہو گئے ^{۳۶} ^{۱۳}

یہ امر مسلمہ ہے کہ دشوار ترین صنائع و بدائع تاریخ میں صنعت زبر و بنیات ہر مورخ اس
 صنعت میں تاریخ لکھنا باعث فخر و کمال سمجھتے ہیں۔ ہماری نظر سے چند تاریخیں اس صنعت میں
 گذریں مگر نہایت پیچیدہ اور بلیغ جن کے سمجھنے میں وقت واقع ہوتی ہے اس صنعت میں اردو
 تاریخ لکھنا مشکل اور نہایت مشکل ہے اس میدان کو ہمارے مکرّم محترم جناب مرزا احمد شاہ بیگ
 صاحب جو ہر مراد آبادی نے طے کیا ہے اور اپنے استاد مورخ لاثانی منشی انوار حسین تسلیم سہبانی
 مرحوم کی وفات کی دو قابل قدر تاریخیں لکھی ہیں۔ بعد حضرت جوہر کے مرزا طاہر بیگ صاحب اپنی
 پر زور طبع کی جولانی دکھائی ہے اور اپنے استاد حضرت مولانا مولوی سید فرید احمد صاحب و فاضل
 اشیاء کی وفات حسرت آیات میں تقریباً تیس تاریخیں لکھی ہیں اس سہر میں ہم صرف ان
 دو تاریخوں میں سے ایک تاریخ جو آپ نے زبر و بنیات میں نکالی ہے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش
 کرتے ہیں۔ باوجود صعب ترین دشواریوں کے تاریخ کی صفائی محتاج بیان نہیں۔ مگر افسوس
 ہے کہ زمانہ کی کاپی لٹ ہو گئی دنیا سے قدر دانی اٹھ گئی۔

طریقہ استخراج یہ ہے کہ مادہ تاریخ کے اسمائے حروف کو لفظی صورت مثلاً (الف باجیم) کی
 صورت میں لکھنے سے سراسر اسم حروف کو زبر اور مابقی کی بنیات کہتے ہیں
 اس صفت میں اعداد سراسمائے حروف یعنی زبر سے علیحدہ تاریخ نکلتی ہے اور مابقی
 یعنی بنیات سے علیحدہ جیسا کہ تاریخ ذیل کی تشریح سے معلوم ہوگا۔

سید فرید احمد کیا اٹھے اس جہان	ملک سخن کا گویا اک بادشاہ اٹھا
لکھ زبر و بنیہ میں طاہر یہ سال حلت	سچا و فاسا شاعر دنیا سے آہ اٹھا

۱۳۳۱ م زبر ۱۳۳۱ بنیات

۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳

۳۱ ۱۳ ۳۱
ما بقی حصہ مینات کے اعداد کو جمع کیا

۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳
۱	۵	۹	۱۳	۱۷	۲۱	۲۵	۲۹	۳۳	۳۷	۴۱	۴۵	۴۹	۵۳	۵۷	۶۱	۶۵	۶۹	۷۳	۷۷	۸۱	۸۵	۸۹	۹۳	۹۷	۱۰۱	۱۰۵	۱۰۹	۱۱۳

۳۱ ۱۳ ۳۱ م مینات

نوٹ :- حضرت مولانا دانا غلام اشیاں ۱۳۳۱ھ میں رہ گئے جنت الفردوس ہوئے ہیں۔

مرزا صاحب کارنگ خصوصی

ہم اور شوق دید میں بیمار ہو گئے
نام خدا جوان ہو دن میں بہار کے
عشق عدو نے آپ کو مجھ سا بنا دیا
سوزِ اہم سے لقمہِ غم میں دل جو بگر
ہر دم نئی خلش ہو گلبر میں نئی کھٹک
تصویرِ یار ساتھ عدو کے غضبِ کینچی
وزنی بہار شوق راقتل گاہ میں
نالے کئے جو سحر کی شب م نکل گیا
دکھلائی آپ تیغ نے بحرِ فنا کی راہ
گرا نکھ تھی تو دیکھے موسیٰ جمال حسن
یہ کیا کہ محو عکس رخ یار ہو گئے

جس دن سے بند روزن دیوار ہو گئے
جو بن نکھر رہا ہے طرصار ہو گئے
اتنی سزا ملی کہ وفادار ہو گئے
جل بھن کے یہ کباب عزیز ہوا ہو گئے
گلاب سے زخمِ دل کے لئے خار ہو گئے
دشمن تھی پہلے دو مگر اب چار ہو گئے
سوزِ تیغ کر کے سبکبار ہو گئے
ہم سو رہے وہ خواب سے بیدار ہو گئے
اچھا ملا یہ گھاٹ کہ ہم پار ہو گئے
یہ کیا کہ محو عکس رخ یار ہو گئے

اس دورِ آخری میں تو ہم خوار ہو گئے مزلے نکت وادبار ہو گئے
کابل وجودیوں نے تہی دست کر دیا حالت سے خود عیاں ہے کہ نادار ہو گئے

جس دن سی پاؤں کھا ہر دنیاؤ عشق میں حراں نصیب تودہ افکار ہو گئے
اب ہم سر کام عشق کے دفتر میں ہو چکا انجام کاریہ ہے کہ بیکار ہو گئے

دل میں کچھ ایسا جوش تعلق ہی موج زن جذبات حشر خیز نمودار ہو گئے
ثابت قدم ہیں راہ طلب میں تاری پاؤں ایسے جمو کہ نقطہ پر کار ہو گئے
زخموں کا رنگ اپنے نکلےاں سی نو چھٹے وہ کیا گلہ کر نیگے نمکھوار ہو گئے

قید حفا میں آہ اسیران با ونا
مجھ اور اس قدر ہیں کہ لاچار ہو گئے

جناب خورشید محمد خاں صاحب خورشید رامپوری

جب وفور سوز سے منہ کو کلیجہ آگیا	جوش گریہ آنکھ سے اشکوں کا مینہ برس گیا
آشیاں کی یاد نے تنگے مجھے چنوا دیے	کوئی تنکا اڑ کے جب میری قفس تک آ گیا
شامِ فرقت کا نمونہ بن گئی صبح وصال	روشنی ہوتے ہی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
سامنا اس تند خو کا تھا قصدا کا سامنا	مردنی چھائی، بدن کا پنا، پسینہ آ گیا
اشکباری سی بڑھی لگی مرے افسردگی	مینہ برسے سی یہ غنچہ اور بھی کھلا گیا
حضرتِ ناصح کوئی قصہ کہو جو دل لگے	اس فصیح کو تو سنتے سنتی ہی اکتا گیا
مٹ گیا لطف سخن - برعم ہوئی بزمِ کلام	داغ کے ہمراہ فنِ شعر کا چرچا گیا

ہماری سجدہ گہ غیروں کا سنگ ستاں کیوں ہو
ہر اک صنعت بتاتی ہے کہ صانع ہی کوئی اس کا
وہ گلزار تمنا جس کو خود قدرت نے سینچا ہو
بیانِ قرب شہ رگ سے فقط تنبیہ مقصد ہے
زمانہ کیوں نہ ہو اختر صیب حق کا شیدائی

ترا دیوانہ ہو کر خواہشِ باغ جنباں کیوں ہو
دلیلِ ذات واجب پہ نہ یہ کون مکان کیوں ہو
ہوئے ناموافق سودہ پامال خزان کیوں ہو
وگرنہ نورِ ذاتِ پاک پابند مکان کیوں ہو
خدا چاہی جسے پروہ نہ محبوبِ جہاں کیوں ہو

مذہبِ مفتہ میں دوبارہ

نمونہ مفت

یہ دینی اخلاقی سیاسی اور وقتی ضرورتوں کے مضامین کا ذخیرہ، خبروں کا مجموعہ، قوم اور اسلام اور ملک کا سچا خادم، رسولِ کرم کی یاد تازہ کرنی والا، جذباتِ عشق خدا و نبی کی افزایش کرنے والا گورنٹ کا خیر خواہ، نہایت آٹ تاب کیساتھ صاف اور خوشخط شہرِ بجنور سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ ۷۰ ہشت شاہی ہے۔ سہ ماہی ۲۰ نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہوگا۔

اگر آپ نے اب تک ملاحظہ نہیں فرمایا تو آپ اس کو دیکھ کر افسوس کریں گے کہ اب تک کیوں نہیں دیکھا تھا کیونکہ اخبارِ تحلیل کے مفتہ جنگ کو دیکھنے کی ضرورت تلم اخبار میں تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ یہ مفتہ دار اخبارِ بجنور صوبہ متحدہ کے نکلتا ہے قیمت پیشگی تین روپیہ سالانہ ہے۔

المشاہد
مجیدین مالک و منیجر اخبارِ مدینہ بجنور

اخبارِ بھول لاہور

یہ اخبار ہر ہفتہ بچوں کے لیے سلیس و سہل عبارت میں دنیا کی خبریں سبق آموز قصے مفید معلومات شائع کرتا ہے جن کو بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں قیمت سالانہ ۷۰ پتہ: منیجر اخبارِ بھول لاہور

جمہور نامہ روزنامہ

اپنی تمام اخباری خصوصیتوں کے ساتھ حریتِ صاف کے علمبردار جناب قاضی محمد عبدالغفار صاحب (جن کے پر خوش قلم کی رفتار کو بہرہ و ترجمان اور عدالت میں پبلک دیکھ چکی ہے) کی اڈٹری میں شائع ہوتا ہے قیمت ۷۰ سالانہ مقرر ہے

منیجر صاحب جمہور لاہور کو لوٹو لاہور کا گتہ

سے طلب فرمائیے

آہ! جاڑے کی وہ لمبی راتیں جو لقرس، عرق النسا، وجع مفاصل والوں کے لئے
 قیامت کی راتیں ہو کر گذرتی ہیں۔ درد کے حملے تین بجے دن سے شروع ہو کر اگلے دن
 قبل دوپہر تک غضب کی شدت سے جاری رہتے ہیں۔ موسم کی شدت بڑے بڑے
 کارگر لیپوں کی نہیں چلنی دیتی مریض کا گھر بھر انگیٹھی اور کونکلوں کے شغل میں رات
 دن گزارتا ہے۔ مگر درد کی موجیں ہیں کہ بلا کا طوفان دل و جگر پر برپا کرتی ہیں۔ اے
 اس مریض کے دکھیاں وہ اس وقت کو غنیمت جانو آج کل مسامات کھلے ہوئے ہیں
 ہر طرح کی لیپ اور مالش خوب اثر کرنے کو ایسے موسم میں مہیا کر لو تو کُل جاڑے
 بھر سکھ سے رہو گے۔

رستم ثانی

رستم میں کیا خصوصیت تھی کہ وہ رستم ہوا۔ ہارجیت تو قسمت کی ہے۔ اصلی چیز ہاتھ۔
 پاؤں رگ پٹھے اور جوڑ بند کی درستی ہے اکھاڑے میں لڑنے سے ضرور آفت آتی ہے
 کہیں پہنچا اتر گیا۔ ایڑی میں موج آگئی پٹھا بھڑک گیا۔ دس بیس دن تک پلنگ پر سوار
 رہے اور پہلو انوں میں منہسی اڑی۔ مزا اس بات کا ہو کہ شام کو تو جسم میں کوئی خرابی
 آتی رات پھر جس طرح رستم اپنی نوشدارو اور مہرے کے استعمال سے چاق اور چو بند ہو جاتا
 تھا تم بھی یوں نہیں لگے دن اکھاڑے میں اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ صنم کے استعمال
 سے ہو سکتا ہو جو ہاتھ پاؤں کی خرابیوں کو رفع کرنے میں اس زمانہ کا مہرہ رستم ہمالش اور
 ترک استعمال کا حصہ شش کے ہمراہ موتا سے قیمت فی شش بیہ تین ششی ہے

طاقت دوبارہ واپس اسی ہے

جواب نوالہ

وہ طاقت جسکے بغیر لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا اور انسان کوئی ترقی نہیں کر سکتا یہ گولیاں اس کمی کو پورا کرتی ہیں اور جسم میں حیرت انگیز طاقت کا اضافہ کرتی ہیں۔ ان کی قوت سے تمام غذائیں ہضم ہو کر جزو بدن ہوتی ہیں اور خون صالح بنتا ہے۔ اگر آپ عفلت میں قوتِ مردانہ ضائع کر چکے ہیں اور مادہ تولید میں نقص آگیا ہے۔ ہاضمہ خراب ہے جسم میں خون کم ہے یا عام کمزوریوں سے چست و چالاک اور مضبوط نہیں ہیں تو ضرور ان گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ انتہا درجہ کی مقوی باہ اور مقوی معدہ ہیں۔ مولد خون ہیں۔ دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ جریان رقت۔ کثرتِ احتلام۔ دائمی قطن وغیرہ بہت سی بیماریوں کو دور کرتی ہیں مفصل کیفیت فہرست میں ملاحظہ فرمائیے اور فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

قیمت فی کبس ۸۰ محمولہ ڈاک ۴۰ تین کبس معہ محمولہ ڈاک ۱۰۰

المش

مینجر ہائی یونانی دوا خانہ میرٹھ

دست فاب دیدن

نمونہ کلائی تھال

اس کتاب کے ذریعہ ہر شخص اور عورت بے سودل چاہی قسم کے عمدہ لہینہ کھانے اور منٹھائیاں مریے اچار چٹنیاں وغیرہ بنا سکتی ہیں اور کسی حلوئی نان بائی کی خوشامدی ضرورت نہیں ہے لاجواب کتاب دو بار چھی ہے

اور ہاتھوں اچھے فروخت ہو رہی ہے ایک صفحہ قیمت مجلد کتاب مع محصول ۱۱ روپے جلدی کروڑیہ قیمت ۱۱ روپے اور ۱۱ روپے کے منتظر رہنا چاہیے
عورتوں اور بچوں کی تمام اندرونی و بیرونی بیماریوں کی تشریح مع تصاویر غلات یونانی و ڈاکٹری حمل کے متعلق عجیب و غریب صدما مخفی ٹوٹے اور فقیر چٹکے جن پر صرف کوڑیاں صرف ہوں اور اشرفی کا کام دیں دایوں کی سہری کا بہترین ذریعہ قیمت ۱۱ روپے

۲ روپے

نوجوانوں کی بیماریاں نامردی، جربان، سوزاک، آتشک، بواسیر، گھٹیا و تیرہ کی تشریح اور انکا علاج وید، یونانی، ڈاکٹری تینوں طریق پر بتایا ہے کسی سو عجیب نسخے طلاء کشتہ جات الے درج ہیں جو صرف چند پیسوں میں طیار کرد

طیب خلوت

اور ثواب حاصل کرو قیمت ایک روپیہ تین آنے (عمر) ہے
بلند استاد انگریزی پڑھنا لکھنا بولنا سکھانا یونانی کتاب گھر بیٹھ کھاسی بیانت حاصل کرو
اس میں ہر حکم کے کئی ہزار الفاظ بولچال کے فقرے اور ہزار ہا محاورے چھٹی وغیرہ لکھنے کے قواعد لفظوں کی گردان ہر موقع کے متعلق لکھنے کے فقرے تیسری بار چھی قیمت ۱۱ روپے

۳ روپے

یہ کتاب مشہور گسائیں سو امی دیال جی ایس وائی سمرائز کی تصنیف کردہ ہے اس میں علم تصوف اور سمریم کے متعلق نہایت مفصل بحث ہے جو لوگ علم الہی کا شوق رکھتے ہیں یا اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو ضروریہ کتاب مطالعہ کرنی چاہیے ملک کی قدر دانی کی وجہ سے چھٹی مرتبہ چھپی ہے۔ بات تصویر ہے حجم دو صفحہ قیمت مجلد ایک روپیہ پانچ آنے (عمر) ہے۔

خزانہ کرامات

یہ ایک سہ ماہی چھینے والا رسالہ ہے جو ہر خاص و عام کو مفت ملتا ہے فوراً ایک پیسہ کا کارڈ بھیج کر مفت طلب کرو۔

رہنمائے تجارت

بانع باغی لگانے والوں کو ضرورہ۔ اس میں ہر قسم کی ترکاریوں میوہ دار درختوں اور ہر قسم کی پہلواری پیدا کرنے کے طریقے بونے کا موسم اور بہت سی مفید باتیں درج ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کے عام اصول اور پھیدول سے مستفید ہو سکے اور باغبان کی خوشامدی سے بچے حجم ۲، صفحہ قیمت مجلد مع محصول گیارہ آنے۔ (۱۱ روپے)

رہنمائے باغبان

زینت التجارت

دولت پیدا کرنا انسانی فرض ہے اور دولت بغیر تجارت کے پیدا ہونی مشکل ہے نوجوانان ملک کو تجارت کی باقاعدہ تعلیم دینی کی غرض سے مذکورہ کتاب مرتب کی گئی ہے کہ کس طرح ایک مزدور

کروڑ پتی بن سکتا ہے۔ تجارت کے فوائد اور تجارت کی برکتیں۔ تجارت کے اصول۔ کامیابی کے راز تجارتی خط کتابت اور تجارتی حساب کتاب۔ لین دین، بھی کھاتہ۔ جملہ رجسٹروں کے متعلق نقشہ جات جو صلہ بڑھانے والی نظم من استہار بازی اور کلید تجارت۔ دکانداری کے اصول کہاں تک نہیں کتاب کیا ہی نئی معلومات کا خزانہ ہے۔

